مدینۃ المسیح

۴ فروری صبح نو بجے کے قریب حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ تشریف فرمائے قادیان ہوئے۔ اور چار بجے شام واپس تشریف لے گئے ؂

حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب لفٹیننٹ سالانہ فوجی ٹریننگ کے لئے انبالہ چھاؤنی تشریف لے گئے۔ جہاں فروری کا سارا مہینہ رہیں گے ؂

جناب مولوی ذوالفقار علی خان صاحب ناظر اعلیٰ راولپنڈی گئے تھے۔ جہاں سے ۵ فروری واپس تشریف لے آئے ؂

یکم فروری مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری سٹھیالی ضلع گورداسپور ایک مناظرہ کے لئے بھیجے گئے۔ مقابل مولوی صاحب نے مباحثہ نہ کیا۔

گذشتہ چند یوم سے سردی کی جو شدت رہی ہے۔ وہ اب کم ہو رہی ہے ؂

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر لیکچر دینے کی تحریک!

لیکچر دینے کی سعادت حاصل کرنیوالے جلد اطلاع دیں!

احباب کرام کو معلوم ہو چکا ہو گا۔ کہ حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے ماتحت تحریک کی گئی ہے۔ کہ اس سال بھی ماہ جون میں ہر جگہ جلسے منعقد کر کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت پر لیکچر دئے جائیں۔ گذشتہ سال اس تحریک کو خدا تعالیٰ کے فضل اور عاشقانِ رسول عربی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوششوں سے جو کامیابی حاصل ہوئی تھی۔ وہ اپنے رنگ میں بے نظیر تھی۔ اس سے پیشتر نہ کسی تحریک کو ایسی کامیابی ہوئی۔ اور نہ اس کثرت کے ساتھ ایک دن میں سارے ہندوستان میں ایسے کامیاب جلسے منعقد ہوئے ؂

اس کامیابی سے جہاں یہ ثابت ہو گیا کہ مسلمان اپنے روحانی مقتدا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کس قدر اخلاص اور محبت رکھتے ہیں۔ وہاں یہ بھی معلوم ہو گیا کہ غیر مذاہب میں ایک کثیر تعداد ایسے تعلیم یافتہ اور معززین کی ہے جو بانیٔ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاکیزہ سیرت اور بے نظیر شخصیت کا صدق دل سے اعتراف کرتی ہے۔ اور ان لوگوں کو نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھتی ہے۔ جو اپنی بدطینتی کی وجہ سے بانیٔ اسلام کی ذات والاصفات پر جھوٹے الزام لگاتے ہیں۔ جبکہ گذشتہ سال بالکل پہلا موقعہ ہونے کی وجہ سے جلسے منعقد کرنے میں ہمیں کامیابی ہوئی تھی۔ تو کوئی وجہ نہیں اب کے سال اس سے بڑھ کر نہ ہو۔ لیکن یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ احباب اس بارے میں پہلے سے زیادہ سرگرمی اور جدوجہد سے کام لیں اور ابھی سے اس تحریک کو کامیاب بنانے میں لگ جائیں۔

امسال جلسے منعقد ہونے کی تاریخ ۲ جون مقرر کی گئی ہے اور حسب ذیل پہلوؤں پر لیکچر تجویز ہوئے ہیں:- (۱) رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غیر مذاہب سے معاملہ بلحاظ تعلیم اور تعامل (۲) توحید باری تعالیٰ پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم اور نمونہ۔

اس وقت جن امور کی اطلاع جلد سے جلد صیغہ ترقی اسلام قادیان کو دینی ضروری ہے وہ یہ ہیں:- (۱) نام مقام جلسہ معہ ضلع و صوبہ (۲) منتظمین جلسہ معہ مکمل پتہ۔ (۳) نام لیکچرار معہ مکمل پتہ (۴) نام اطلاع دہندہ معہ مکمل پتہ۔

جو اصحاب لیکچر دینے کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں۔ انہیں شکریہ بالا ددفل۔

لنڈن میں تبلیغ اسلام

انگریز نومسلمین کا اخلاص اور اسلام سے دلچسپی

احمدی مبلغین کی ماہ دسمبر میں مصروفیتیں

لنڈن مشن کے فرائض میں سے ایک اہم فرض یہ ہے۔ کہ مغربی ممالک میں جو لٹریچر اسلام کے خلاف شائع ہوتا ہے۔ اس کو اپنی نظر میں رکھے۔ اور اعتراضات کا جواب لکھے۔ اور اس لٹریچر کے متعلق معلومات مرکز میں پہونچاتا رہے۔ اس غرض کو مدنظر رکھتے ہوئے اخبارات میں شائع ہونے والے مضامین کے ذریعہ اس بات کا علم حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ کہ کون کونسی کتابیں ایسی شائع ہوئی ہیں جن کا اثر اسلام کے خلاف پڑسکتا ہے۔ اور کونسی کتابیں ایسی شائع ہوئی ہیں۔ جن پر ریویو کرتے ہوئے اسلام کی کسی خوبی کا ذکر کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ اس مہینہ میں مندرجہ ذیل کتب حاصل کی گئیں:۔

(1) The Slum Problem.
(2) Where are The Dead.
(3) Young Islam on Trek.
(4) The Islamic Faith.
(5) The muslim world in Revolution
(6) Christ at The Round Table.
(7) Life after Death

ان میں سے پہلی کتاب پر ریویو جنوری کے رسالہ میں شائع ہوچکا ہے۔ نمبر چار پر ریویو فروری کے رسالہ میں انشاء اللہ شائع ہوجائیگا۔ باقی کتابوں پر بھی یا تو ریویو کردئے جائینگے۔ یا ان موضوعات پر مضامین لکھدئے جائیں گے۔

لنڈن کے مشہور اخبار Daily Express میں ایک سلسلہ مضامین اس موضوع پر نکلا۔ کہ آیا دعائیں قبول ہوتی ہیں یا نہیں۔ جس وقت یہ سلسلہ نکل رہا تھا۔ اس وقت ہمیں اس کا علم نہ ہوا۔ ورنہ اسی اخبار میں ہماری طرف سے بھی اس پر کچھ شائع ہوجاتا۔ بعد میں ہم نے وہ تمام پرچے منگوا کر ان مضامین کو پڑھا۔ ان پر ایک مختصر سا تبصرہ جنوری کے اشو میں شائع ہورہا ہے۔

عیسائی مشنری سوسائٹیز کا وہ لٹریچر اگر پڑھا جائے۔ جس میں وہ اپنی مشکلات پر بحث کرتے ہیں۔ یا اپنے آج تک کے کام پر تبصرہ کرتے ہیں۔ تو ایک بات جو نمایاں نظر آتی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ جب وہ اپنی سینکڑوں سال کی کوشش اور لکھوکھہائے روپیہ کے خرچ کے بعد اپنے کام کے نتیجہ کا ذکر کرتے ہیں۔ تو اکثر یہی لکھتے ہیں۔ ان تمام کوششوں کا اثر یہ ہے۔ کہ عیسائیت کے خلاف تعصب جو دنیا میں پایا جاتا تھا۔ کم ہورہا ہے۔ اور اس کی تعلیم سننے میں دنیا زیادہ وسعت حوصلگی دکھاتی ہے۔ اس سے اندازہ لگ سکتا ہے۔ کہ ہمیں محدود ذرائع کے ساتھ کام کرتے ہوئے چند سال کے بعد کس قسم کے نتائج کی امید رکھنی چاہئے۔ لیکن اللہ تعالٰے کا خاص فضل ہے۔ کہ ان حالات میں بھی لنڈن جیسے شہر میں مخلص نومسلمین کی جماعت پیدا ہوگئی ہے جو باقاعدہ اپنے اپنے فرصت کے دن مسجد میں آتے ہیں۔ مسٹر مبارک احمد فیولنگ ہفتہ میں دو روز آتے ہیں۔ اس مخلص احمدی کا دین کے لئے جوش بہت ہی خوشکن بات ہے۔ انہوں نے اس شوق میں کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب اور سلسلہ کا لٹریچر اردو میں پڑھ سکیں۔ اردو سیکھنا شروع کیا ہوا ہے۔ خدا کے فضل سے اردو عبارت کسی قدر پڑھنے بھی لگ گئے ہیں۔

مسٹر حبیب اللہ دلیہ جمعرات اور اتوار کو آتے ہیں۔ سنجیدہ اور متین نوجوان ہیں۔ اور انگریزی حصہ جماعت لنڈن کے مالی سیکرٹری ہیں نہایت اخلاص سے خود بھی باقاعدہ چندہ دیتے ہیں۔ اور دوسرے احباب سے بھی کوشش کے ساتھ وصول کرتے ہیں۔ مس فاطمہ ٹرجٹ مسجد سے بہت فاصلہ پر رہتی ہیں۔ وہ ہر دوسرے اتوار باقاعدہ آتی ہیں۔ اور نہایت شوق سے دین سیکھنے کی کوشش کرتی ہیں۔ سبق جوان کو دیا جاتا ہے۔ اس کو توجہ اور محنت سے یاد کرتی ہیں۔ مسٹر ناصر بانیلے اکثر مسجد میں آتے ہیں۔ اور ہر قسم کے کام میں بڑے اخلاص سے مدد کرتے ہیں۔ کچھ عرصہ سے ان کے گھر سے بیمار ہیں۔ اس لئے اس ماہ میں ان کو اس قدر موقعہ یہاں آنے کا نہیں ملا۔ ان دوستوں کے علاوہ مسٹر اور مسنر ڈیوی ۔ مسنر سکینہ جورڈن ۔ مسنر فہمیدہ گنٹر ۔ مسٹر ہنٹن ۔ مسٹر شیلے اپنی فرصت کے مطابق جمعہ یا اتوار کو اور کبھی دو نوروز نماز میں شامل ہوتے ہیں۔ مس حلیمہ وارڈ بھی اکثر آتی ہیں۔ اور جن دنوں میں ہمارے پاس نوکر نہیں تھی۔ خود بہت سا کام کرجایا کرتی تھیں۔ موجودہ نوکر کو وہی تلاش کرکے لائیں۔

دسمبر کے دوسرے ہفتہ میں میں دو دن کے لئے پورٹ سمتھ گیا وہاں دو احمدی دوست رہتے ہیں۔ اور ایک خاتون کو تبلیغ کی جارہی ہے۔ ان تینوں سے ملا۔ اور گفتگو کی۔ رچمنڈ میں ایک سوسائٹی ہے اس میں دو دفعہ لیکچروں میں گیا۔ ایک دن لیکچر اسلام پر تھا۔ مقرر نے اسلام کی بہت تعریف کی۔ وہ بہت سلیم الفطرت اور فراخدل معلوم ہوتا تھا۔ اس سے واقفیت پیدا کی۔ امید ہے۔ اس سوسائٹی میں اسلام پر تقریر کرنے کا مجھے بھی موقعہ مل جائے گا۔

Near and middle East Society کے ایک جلسہ میں گیا۔ اس دن لیکچر جزیرہ کریٹ Crete پر تھا۔ لیکچر کے بعد لوگوں سے ملنے کا موقعہ ملا۔ تو بعض ایسے لوگ بھی ملے۔ جو اسی سوسائٹی کے اس سے پہلے لیکچر میں موجود تھے جو پروفیسر مارگولیتھ نے قرآن کریم پر دیا تھا۔ ان لوگوں سے گفتگو کرنے پر پتہ لگا۔ کہ اس دن جو سوالات ہم نے مارگولیتھ پر کئے تھے۔ ان کا اثر بہت اچھا ہوا۔ اور بعض لوگوں نے محسوس کرلیا تھا۔ کہ مارگولیتھ کو لاجواب ہونا پڑا۔

ایک خاتون مس رسل رابرٹ Russel Robert ہیں۔ یہ انگلستان کے اعلٰے طبقہ میں سے ہیں۔ ان سے پہلے بھی ایک دو دفعہ ملاقات کا موقعہ ملا تھا۔ اب انہوں نے ایک دن چند اور خواتین کو جن میں سے ایک Lady Heaton تھیں۔ بلوا کر مجھے اطلاع دی۔ کہ آپ بھی آئیں۔ اور ہمیں اسلام کے متعلق کچھ سنائیں۔ چنانچہ میں گیا۔ مس رسل رابرٹ صاحبہ کے ایک دو مرد رشتہ دار بھی موجود تھے۔ گفتگو کے بعد بعض نے یہ کہا۔ کہ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت بڑا انسان سمجھتے ہیں۔ اور ان کی بہت عزت کرتے ہیں۔

ہندوستانی احمدی دوستوں سے چندہ کی وصولی کا کام شیخ عبدالرحیم کرتے ہیں۔ قاضی محمد اسلم صاحب اور ڈاکٹر عطاء اللہ صاحب بھی مشن کے کام میں بہت دلچسپی لیتے ہیں۔ قاضی صاحب تو جب لنڈن میں ہوں۔ اکثر حصہ دن کا یہاں ہمارے پاس ہی رہتے ہیں۔ اور بہت مدد دیتے ہیں۔ اللہ تعالٰے انہیں جزائے خیر دے۔

گذشتہ اتوار کے دن میں مسٹر عبداللہ رائٹ صاحب کے ہاں مدعو تھا۔ یہ نوجوان احمدی نومسلم ہیں۔ دعوت ان کی والدہ صاحبہ کی طرف سے تھی۔ ان کے والد اور والدہ دونو کو تبلیغ کا خوب موقعہ ملا۔

کل ۳۱ - دسمبر ۱۹۲۸ء کو لارڈ لی Lord Leigh مجھے ملنے کے لئے تشریف لائے۔ اور اثنائے گفتگو میں بہت سے مسائل کے متعلق ذکر ہوا۔ غرضکہ ہر طرح سے کام ترقی کررہا ہے۔ ماشاء اللہ۔

ریویو کا کام زیادہ تر صوفی عبدالقدیر صاحب کے سپرد ہے۔ ان کے دل میں خدمت دین کا جوش اور ان کے قلم میں ماشاء اللہ خوب زور ہے۔ اپنے مفوضہ کام کو بہت تندہی کے ساتھ کرتے ہیں۔ اس کام کو عمدگی کے ساتھ سرانجام دینے کے لئے وسیع مطالعہ اور بے فکری کی ضرورت ہے۔ مگر یہ دونو چیزیں موجودہ سٹاف کے ساتھ کارکنوں کو حاصل نہیں ہوسکتیں۔

خاکسار فرزند علی عفا اللہ عنہ یکم جنوری ۱۹۲۹ء

اردو ریویو کے وی۔ پی

ماہ فروری کا اردو ریویو آف ریلیجنز خریداران کے نام وی۔ پی کیا گیا ہے۔ ہمارے خوش معاملہ احباب وی۔ پی وصول کرکے ہمیں اس...

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۶۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۸ فروری ۱۹۲۹ء | جلد ۱۶

ویدوں کا ترجمہ اور آریہ سماج

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

ہندو دھرم کی بنیاد ویدوں پر ہے۔ اور ہندوؤں کا دعوےٰ ہے کہ ویدوں میں روحانی وجسمانی۔ دینی اور دنیوی علوم کے بیش بہا خزانے موجود ہیں۔ آریہ سماج جو اس وقت ہندو قوم کی روح رواں سمجھی جاتی ہے۔ ویدک دھرم کو عالمگیر اور ویدوں کو الہامی کتاب ثابت کرنے کے لئے ایڑی۔ چوٹی کا زور لگاتی اور ہر ایک کے منہ آتی رہتی ہے۔ لیکن ویدوں میں سے کیا ان میں کس قسم کی تعلیم دی گئی ہے۔ اور ان میں کونسی ایسی خوبیاں ہیں۔ جو دوسری کتب سماویہ میں نہیں۔ یہ ایک ایسا عقدہ ہے۔ جو ہندو قوم اور آریہ سماج کے لئے بھی ایسا ہی لاینحل ہے۔ جیسا غیر ہندو دُنیا کے لئے۔ ویدوں کی زبان ایسی ہے جو فی زمانہ مردہ ہو چکی ہے۔ اور وہ آج دنیا کے کسی خطہ میں بولی نہیں جاتی۔ ایسی متروک اور غیر مروجہ زبان میں ویدوں کے ہونے کی وجہ سے ننانوے فیصدی ہندو بھی مطلقاً نہیں جانتے۔ کہ ان میں کیا لکھا ہُوا ہے ✣

آریہ سماج کا یہ اخلاقی بلکہ مذہبی فرض تھا۔ کہ جس کتاب سے وہ تمام دنیا کی نجات کو وابستہ قرار دیتی ہے۔ اور جس میں بقول اس کے ایسے ایسے روحانی حقائق ومعارف بھرے پڑے ہیں۔ جو کسی اور الہامی کتاب میں نظر نہیں آتے۔ اس کا اگر عوام کے استفادہ کے خیال سے نہیں۔ تو اسے اپنی قومی ترقی کی خاطر ہی دوسری زبانوں میں ترجمہ شایع کرتی۔ لیکن نہائت تعجب اور حیرت کا مقام ہے۔ کہ وہ اس طرف قطعاً رُخ نہیں کرتی۔ اور بار بار توجہ دلانے کے باوجود رُخ نہیں کرتی۔ حالانکہ اُسے خود اعتراف ہے۔

”رشی دیانند کا مکھ ادیش (مقصد اعلیٰ) ویدوں کا بھاشیہ (ترجمہ) تھا“ (آریہ گزٹ ۱۷۔ نومبر)

اس وجہ سے بھی آریہ سماجیوں پر یہ فرض عائد ہوتا تھا۔ کہ وہ اس مقصد کو جسے لیکر ان کے مذہب کا بانی اُٹھا۔ پورا کرنے کی کوشش کرتے۔ اور دنیا کو یہ کہنے کا موقعہ نہ دیتے۔ کہ بانی سماج رشی دیانند چونکہ ویدوں کا ترجمہ نہ کر سکے۔ اس لئے وُہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوئے اور دنیا سے ناکام ونامراد اُٹھ گئے۔ لیکن وُہ یہ سب کچھ سنتے ہوئے ٹس سے مس نہیں ہوتے۔

ہندو قوم بحیثیت مجموعی ایک متمول اور صاحبِ دولت وثروت قوم ہے۔ اس میں سے آریہ سماجی خاص طور پر مالدار اور اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے بڑی بڑی مالی قربانیاں کرنیوالے لوگ ہیں۔ مذہب کے نام پر وہ بہُت کچھ خرچ کرتے ہیں۔ یہی دیکھ لیجئے۔ ستیارتھ پرکاش جو رشی دیانند جی کی اپنی تصنیف ہے۔ اور جس کے متعلق نہ مصنف کو کوئی برتری یا تفوق کا دعوےٰ تھا۔ اور نہ آریہ سماجی اسے وہ درجہ دیتے ہیں۔ جو ویدوں کا سمجھتے ہیں۔ اس میں حسب منشا تغیر وتبدل بھی کرتے رہتے ہیں۔ اور عملی طور پر تو اس کی تعلیم کو ناقابلِ عمل قرار دے ہی چکے ہیں۔ لیکن باوجود اس کے قریباً دس غیر زبانوں میں اس کا ترجمہ شایع کر چکے ہیں۔ اور باقی ماندہ زبانوں میں بھی اس کے تراجم شایع کرانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں ”ویدوں کا بھاشیہ“ جو بانیٔ آریہ سماج کا ”مکھ ادیش“ تھا۔ اس کی طرف سے قطعاً غافل ہیں۔ ان حالات میں سوائے اس کے کیا کہا جا سکتا ہے۔ کہ ویدوں کا ترجمہ کرنا ایک ایسی بات ہے۔ جس کی سرانجام دہی آریہ سماج اپنے لئے خطرات سے پُر دیکھتی ہے۔ اور جہاں تک ہو سکے۔ اس سے بچنا ہی ضروری سمجھتی ہے ✣

اصل بات یہ ہے۔ وید چونکہ بہُت ہی پرانے زمانہ کی باتیں ہیں۔ اور وہ اُس وقت دنیا میں نازل ہُوئے۔ جب دنیا ابھی زمانۂ طفولیت سے گذر رہی تھی۔ علم وعرفان کی وہ روشنی جو آج دنیا کو منوّر کر رہی ہے۔ اس وقت موجود نہ تھی۔ تہذیب وتمدن کا دَور دورہ نہ تھا۔ اور عقل انسانی کائنات کی باریکیوں اور روحانی و اخلاقی فلسفوں کو سمجھنے کی اہلیت نہ رکھتی تھی۔ اس لئے آج جبکہ دُنیا عقل وعلم اور تہذیب وتمدن کے لحاظ سے بالغ ہو چکی ہے۔ اس کے سامنے وُہ باتیں پیش کرنا جو بچپن کے لئے مقدر تھیں۔ گویا ایک یونیورسٹی کے فارغ التحصیل کے سامنے ابتدائی قاعدہ رکھنا ہے۔ اور وہ بھی محرف مبدل جو ایک دور از ذہن اور خلاف از عقل فعل ہے۔ نیز چونکہ آریہ سماج کو تجربہ ہے۔ کہ اس میں ایک معقول تعداد ایسے لوگوں کی ہے۔ جو اسی تھوڑے بہُت ترجمہ اور وید بھاشیہ کو دیکھ کر جو رشی دیانند اور دوسرے ہندو ودوانوں نے کیا۔ ان کی حقیقت واصلیت سے واقف ہو کر ان سے بیزار ہو چکی ہے۔ اور ویدوں سے اس کا اعتقاد اُٹھ گیا ہے۔ اس لئے وہ ویدوں کا ترجمہ کرتے ہوئے خوف کھاتے ہیں۔ کہ اگر ترجمہ ہو گیا۔ تو اندھا دھند ماننے والوں کی بہُت بڑی تعداد علیحدہ ہو جائے گی۔

یہ ہمارا ہی خیال نہیں ہے۔ کہ نہایت معزز طبقہ کے آریوں کا ویدوں پر اعتقاد نہیں۔ بلکہ خود آریہ اس بات کو تسلیم کرتے ہیں۔ چنانچہ اخبار تیج (۲۸ دسمبر ۱۹۲۸ء) میں لکھا ہے :-

”آریہ سماج میں ہزاروں ایسے شخص ہیں۔ جو ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔ لیکن جن کو ویدوں کے متعلق کچھ علم نہیں۔ شاید وُہ جب اپنے دل کو ٹٹولتے ہیں۔ تو یہ بھی سمجھتے ہیں۔ کہ ان کا اس طرح وشواس رکھنا معقولیت پر مبنی نہیں۔ ممکن ہے۔ ایسے بھی ہوں جن کو ویدوں پر بالکل وشواس نہیں“

اس تجربہ کی بنا پر آریہ سماج کے ارباب حل وعقد یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں۔ کہ اگر ویدوں کا ترجمہ کیا گیا۔ تو چونکہ ان میں کوئی ایسی بات نہیں۔ جو موجودہ زمانہ کے فلسفیوں اور ماہرین علوم کے سامنے معقولیت کا درجہ حاصل کر سکے۔ بلکہ الٹا ہندو دھرم کو یار و اغیار کی نظروں میں گرانے اور نشانہ اعتراضات بنانے والی باتیں ہیں۔ اس لئے ان کا شایع کرنا کسی طرح قرینِ مصلحت نہیں۔ اسی لئے وہ اس اہمیت کے باوجود جو بانیٔ سماج نے اس کام کو دی ہے سرانجام دینے سے کتراتے ہیں۔ اور ایسا کرنے سے وہ عملی طور پر اعتراف کرتے ہیں۔ کہ وید اس زمانہ میں دنیا کے سامنے پیش کرنے والی چیز نہیں۔ بلکہ ہندو دھرم کا فائدہ اسی میں ہے۔ کہ جہاں تک ہو سکے۔ ویدوں کو لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ اور مخفی رکھا جائے ✣

جن لوگوں کی اپنی مذہبی کتب کے متعلق یہ حالت ہو۔ کیا انہیں یہ حق حاصل ہو سکتا ہے۔ کہ وہ اپنے مذہب کے عالمگیر ہونے کا دعوےٰ کریں۔ اور پھر اس پر مباحثے کرتے پھریں ✣

ڈاکٹر مونجے کی رائفل ایسوسی ایشن

کچھ عرصہ ہوا۔ ڈاکٹر مونجے نے اپنی قوم کے سامنے یہ تجویز پیش کی تھی۔ کہ تمام ہندو لڑکے اور لڑکیاں لٹھ چلانے کی مشق کیا کریں۔ ڈاکٹر صاحب کی یہ تجویز ہندوؤں میں بہُت مقبول ہُوئی اور گذشتہ چند سالوں میں جو ہندو مسلم فسادات ہوئے۔ ان میں ہندو قوم نے اس تجویز اور مقصد کو بہت کامیابی کے ساتھ پورا کیا۔ جو یہ تحریک کرتے وقت ڈاکٹر صاحب کے پیش نظر تھا۔ یعنی نہتے اور کمزور مسلمانوں کو بُری طرح لٹھ بازی کا نشانہ بنایا گیا۔ اس تحریک کی کامیابی سے ڈاکٹر صاحب کے حوصلے بہُت بڑھ گئے ہیں۔ چنانچہ اب آپ نے صوبجات متوسط اور برار میں ایک پراونشل رائفل ایسوسی ایشن قائم کرنے کی تجویز کی ہے۔ تا نوجوانوں کو بندوق چلانے میں مشاق کیا جا سکے۔ اور وہ بندوق بازی کو ایک قومی کھیل سمجھنے لگ جائیں۔ سکھ پہلے ہی تلوار سے مسلح ہیں۔

معلوم نہیں۔ مسلمان کیا دیکھ رہے ہیں۔ اور حفاظت خود اختیاری کے لئے کیوں کوشش نہیں کرتے۔ حکومت پنجاب نے جن اضلاع میں تلوار رکھنے

کانگریس کا آئندہ اجلاس

ان لوگوں نے جو نہرو رپورٹ کے حامی ہیں۔ ابھی سے جدوجہد شروع کر دی ہے۔ کہ کانگریس کا آئندہ اجلاس جو لاہور میں منعقد ہو گا۔ اسے غیر معمولی طور پر کامیاب بنا کر نہرو رپورٹ کے جال میں مسلمانان پنجاب کو بھی پھنسا لیا جائے۔ اگر کانگریس نے مسلمانان ہند کے قومی اور ملکی مطالبات اور ان کے جائز حقوق کی کچھ بھی پرواہ کی ہوتی تو کانگریس کے اجلاس کو کامیاب بنانے میں مسلمانوں کا شریک ہونا ضروری تھا۔ لیکن جبکہ کانگریس نے اپنے کلکتہ کے اجلاس میں نہرو رپورٹ پر مہر تصدیق ثبت کرتے ہوئے نہ مسلمانوں کے جذبات کی کوئی پرواہ کی۔ اور نہ دوسری اقوام کے خدشات کی۔ بلکہ محض ہندوؤں کے مفاد کو مدنظر رکھا۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ اسے تمام اقوام کی مشترکہ سیاسی انجمن سمجھا جائے۔ اور اس سے کسی قسم کی بہتری کی توقع رکھی جائے ان حالات میں مسلمانان پنجاب کے لئے بہت کچھ مشکل ہے۔ کہ وہ کانگریس کی کارروائی میں کسی قسم کا حصہ لے سکیں۔ سکھوں نے تو صاف اعلان کر دیا ہے۔ کہ

"جب تک کانگریس ان کے مناسب حقوق کو منظور کر کے نہرو رپورٹ میں سکھوں کی مرضی کے مطابق ترمیم نہیں کرے گی۔ وہ کانگریس کے ساتھ مل ورتن نہیں کریں گے۔ اور لاہور کانگریس کے اجلاس میں حصہ نہیں لیں گے"۔ (ببر شیر ۲۴۔ جنوری)

مسلمانوں کو چاہئے۔ کہ اس بارے میں متفقہ اور متحدہ طور پر طریق عمل تجویز کریں۔ اور جلد سے جلد اسی پر کاربند رہنے کی ضرورت اور اہمیت مسلمانوں کے ذہن نشین کرائیں۔

کہنے اور کرنے میں فرق

جن اقوام کو ہندو اچھوت قرار دیتے ہیں۔ ان کو اپنے قبضہ میں رکھنے کے لئے طرح طرح کے سبز باغ دکھاتے رہتے ہیں۔ ان کی اصلاح کے دعوے۔ ان کے ساتھ مل کر جلسے کرنے اور ان سے تعلقات رکھنے پر بڑا زور دیا جاتا ہے۔ لیکن یہ سب کچھ دکھاوے کے لئے ہوتا ہے۔ دراصل ہندو قطعاً تیار نہیں۔ کہ اچھوت اقوام کو اپنے جیسا انسان قرار دیں۔

اخبار ملاپ (۲۔ فروری) میں حسب ذیل واقعہ شائع ہوا ہے:

"بمبئی میں نوجوان ہندو سبھا کے زیر اہتمام ایک جلسہ مندر میں قرار پایا۔ جسے مندر کے ایک وکیل ٹرسٹی نے اس لئے روک دیا کہ اچھوت کا مندر میں داخل ہونا برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ وکیل صاحب نے یہ بھی کہا۔ میں نے اپنی تقریروں میں کئی مرتبہ کہا ہے۔ کہ چھوت چھات اڑا دی جائے۔ اور اس اعلان کو پھر دہراتا ہوں۔ لیکن جب میں کسی اچھوت سے چھو جاؤں۔ تو نہا لیتا ہوں۔ میں کہتا ہوں۔ تقریر کرنا اور بات ہے۔ اور عمل کرنا اور"۔

یہ ہے۔ وہ پالیسی جو ہندو اچھوت کے متعلق برت رہے ہیں۔

اشارات

اولاد کی تعلیم و تربیت ماں باپ کا ایک نہایت اہم اور ضروری فرض ہے۔ لیکن اس زمانہ میں اس کی طرف بہت کم توجہ کی جاتی ہے۔ حتٰے کہ ایسے مرد و زن بھی پیدا ہو رہے ہیں۔ جو اولاد کو وبال جان سمجھتے اور اس سے محفوظ رہنے کی تجاویز پر عمل کر تے ہیں۔

ان حالات میں جبکہ اولاد ایک چٹی بن گئی۔ اور خواہ مخواہ کا بار سمجھی جانے لگی۔ تو اولاد بھی وہ اولاد نہ رہی۔ جو والدین کو خدا تعالےٰ کی نعمت سمجھتی۔ اور اس کی خدمت گزاری اپنا مقدس فرض جانتی تھی۔ بلکہ ایسے ناخلف پیدا ہونے شروع ہو گئے۔ جو ماں باپ کو بارگراں سمجھنے لگ گئے۔ چنانچہ روزانہ اخباروں میں اس قسم کے واقعات شائع ہوتے رہتے ہیں۔ جن میں اولاد کے ہاتھوں ماں باپ کے ستائے جانے۔ دکھ دئے جانے۔ حتٰے کہ قتل کئے جانے تک کے شرمناک حالات ہوتے ہیں۔

کلکتہ کی تازہ خبر ہے۔ کہ مسٹر بی۔ چکرورتی بیرسٹر اور سابق وزیر حکومت بنگال کے متعلق ان کے صاحبزادہ بلند اقبال نے قانون متعلقہ پاگل پن کے ماتحت عدالت میں درخواست دی ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ "میرے والد صاحب کی عمر ۷۴ سال کی ہے۔ ان کا حافظہ کمزور ہو گیا ہے۔ وہ اپنے کاروبار اور روپیہ کا انتظام کرنے اور اسے سمجھنے کے ناقابل ہو گئے ہیں۔ اس لئے ان کا ڈاکٹری امتحان لیا جائے"۔ (ملاپ ۲۵۔ جنوری)

ممکن ہے۔ مسٹر بی چکرورتی کا ارذل العمر ہونے کی وجہ سے حافظہ کمزور ہو گیا ہو۔ اور وہ اپنے کاروبار کا انتظام نہ کر سکتے ہوں لیکن کیا ایک "سعادت مند" بیٹے کے لئے یہی مناسب تھا۔ کہ اپنے بوڑھے باپ کو پاگل پن کے قانون کا تختہ مشق بناتا۔ اور اس کے ڈاکٹری معائنہ کے لئے عدالت میں درخواست دیتا۔

اس سے بھی زیادہ عبرتناک تازہ واقعہ یہ ہے۔ کہ بمبئی میں ایک پارسی نوجوان نے جس کی عمر تیس برس کی ہو گی۔ اپنی اسی سالہ ماں کو نہایت بے رحمی سے اس لئے قتل کر دیا۔ کہ اس کا باپ جو روپیہ چھوڑ مرا تھا۔ اس پر بلاشرکت والدہ قابض ہو جائے۔

یہ بالکل تازہ واقعات ہیں۔ اور نہایت عبرتناک واقعات ہیں اس وقت کا خیال کرو۔ جب ماں باپ کے ہاں اولاد ہوتی ہے کس قدر خوشی اور مسرت انہیں ہوتی ہے۔ پھر اولاد کی پرورش کے لئے وہ کیا کیا تکلیفیں اٹھاتے اور کس کس طرح اپنے اوپر آرام و چین حرام کر لیتے ہیں۔ پھر ایسے واقعات کو آنکھوں کے سامنے لا کر دیکھئے۔ کیسا عبرتناک نظارہ نظر آتا ہے۔

اصل بات تو یہ ہے۔ ہر چیز میں تغیر آ رہا ہے۔ جہاں اولاد کی محبت لوگوں کے دلوں سے نکل رہی ہے۔ وہاں اولاد بھی ایسی پیدا ہو رہی ہے۔ جو والدین کی کوئی قدر و منزلت نہیں سمجھتی۔ تاہم کہنا پڑتا ہے کہ والدین نے اولاد کی طرف سے ابھی اتنی بے رحمی اختیار نہیں کی۔ جتنی اولاد نے کر رکھی ہے۔ کاش والدین اپنے فرائض حقیقی معنوں میں سمجھیں۔ اور اولاد کو خدا تعالےٰ کی نعمت یقین کر کے اس کی تعلیم و تربیت عمدگی سے کریں۔ اور اسے دیندار بنائیں۔ اگر اس کے لئے پوری پوری کوشش کی جائے۔ تو ناخلف اولاد میں بھی کمی واقعہ ہو جائے۔

مولوی ظفر علی صاحب نے اپنے اخبار زمیندار (۲۶۔ جنوری) میں ایک دعا شائع کی ہے جس میں خدا کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں:۔

"قرآن اسی طرح زندہ ہے جس طرح تو زندہ ہے۔ اور اسی طرح زندہ رہے گا جس طرح تو زندہ رہیگا۔ فقط ہم اس کے مغز کو چھوڑ کر اس کے چھلکوں پہ زندگی بسر کر رہے ہیں۔ کلام اللہ ہمارے حق میں ایک نامہ سربمہر ہے"۔

یہ جو کچھ کہا گیا ہے۔ بالکل صحیح اور درست ہے۔ لیکن اس کی وجہ کیا ہے۔ اگر اس کا پتہ لگانا ہو۔ تو الفضل کے اس مضمون سے معلوم ہو سکتی ہے۔ جو آیۃ لا یمسہ الا المطھرون کی تشریح اور تفسیر میں گذشتہ پرچہ میں حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ کا شائع ہوا ہے۔ اگر مسلمان چاہتے ہیں۔ کہ "کلام اللہ" ان کے لئے "نامہ سربمہر" نہ رہے۔ تو انہیں چاہئے۔ کہ اپنے قلوب میں حقیقی طہارت اور پاکیزگی پیدا کریں۔ کہ یہی اس "نامہ سربمہر" کے کھولنے کی شرط ہے۔

مولوی محمد علی صاحب امیر غیر مبائعین نے بھی وقت کے سب سے اہم مسئلہ "انقلاب افغانستان" کے متعلق ایک خطبہ ارشاد فرمایا جس میں سارا زور اس بات پر صرف کر دیا۔ کہ افغانستان پر جو مصیبت نازل ہوئی ہے۔ اس کا موجب "علماء" کا گروہ ہے۔ بے شک ایک حد تک علماء بھی اس کے لئے ذمہ دار ہیں۔ لیکن افغانستان کے انقلاب کی وجہ بیان کرتے ہوئے سارا الزام "علماء" پر رکھنا اور اس بات سے قطعاً پہلو تہی کر جانا۔ کہ افغانستان میں حکومت نے ایسے تغیرات کئے تھے۔ کہ اگر وہ جاری ہو جاتے۔ تو اسلام کو سخت نقصان پہنچتا۔ ایک مذہبی لیڈر کی شان کے بالکل خلاف ہے۔ اسی لئے اخبار "اہلحدیث" نے اس پر تعجب کا اظہار کیا۔ اور مولوی صاحب کو بتایا ہے۔ کہ

"اس ساری شورش یا انقلاب کا باعث امیر صاحب کی وہ تحریکات ہیں جو عند اللہ اور عند الصالحین افسادات ہیں"۔

... بات یہ ہے جن باتوں کا اظہار کرنا اور ان کی اصلاح کرنا حکومت کی مخالفت کا موجب ہو۔ بڑی جرأت اور وسعت حوصلہ کا کام ہے۔ جو ہر ایک [illegible] کو نصیب نہیں ہو سکتا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

مذہب کے مقابلہ میں سیاسی امور کچھ حقیقت نہیں رکھتے!

ہم جنگل کے درندوں سے صلح کر سکتے ہیں مگر اپنے عقائد کی تحقیر اور ان پر طعن کرنیوالوں سے صلح نہیں کر سکتے

از حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ

(یکم فروری ۱۹۲۹ء بمقام پھیرو چیچی)

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

خطبہ کی غرض

تو یہی ہوا کرتی ہے۔ کہ جس مجلس کے سامنے خطبہ پڑھا جائے۔ ان لوگوں کی ضرورتوں کے مطابق یا ان کی اصلاح کے لئے پڑھا جائے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حسب موقعہ اور مناسب حال امور کے متعلق خطبہ پڑھا کرتے تھے۔ اگر جنگ کرنے کی ضرورت پیش آتی تو جنگ پر مشتمل امور پر خطبہ پڑھتے۔ اگر صلح کا موقعہ ہوتا تو صلح سے تعلق رکھنے والی باتوں کے متعلق خطبہ پڑھتے۔ اگر لوگوں کی اصلاح کی ضرورت ہوتی۔ تو اصلاح پر مشتمل امور پر خطبہ ارشاد فرماتے۔ اگر کوئی اخلاقی سوال اہمیت رکھتا تو اسی کے متعلق خطبہ پڑھتے۔ غرض جس طرح کی ضرورت پیش آتی۔ اسی کے متعلق خطبہ ہوتا پھر خطبہ سننے والوں کے مذاق۔ ان کی ضرورتوں اور ان کے علم کے مطابق ہوا کرتا تھا ؛

ان حالات کے ماتحت آج مجھے

خطبہ جمعہ کا مضمون

سادہ ہی رکھنا چاہیئے تھا۔ کیونکہ آج میں ایک چھوٹے سے گاؤں میں اور دیہاتی آبادی میں خطبہ پڑھنے لگا ہوں۔ لیکن سلسلہ اور

جماعت کی ضرورتیں

چونکہ بحیثیت مجموعی اس قدر وزن رکھتی ہیں۔ کہ کسی خاص جگہ کی ضرورتوں کو ان پر مقدم نہیں کیا جا سکتا۔ اور چونکہ جماعت کے امام کے خطبہ کا تعلق صرف انہی لوگوں سے نہیں ہوتا۔ جن کے سامنے کھڑا ہو کر وہ خطبہ پڑھتا ہے۔ بلکہ اس کا خطبہ اخباروں کے ذریعہ ساری جماعت تک پہنچتا ہے۔ اور چونکہ امام کا فرض ہے کہ ساری جماعت کی ضرورتوں کو مدنظر رکھے۔ اس لئے اور اس لئے بھی کہ ہماری جماعت کے لوگ سیاسی۔ ملکی۔ دینی۔ مذہبی باتیں سن سن کر اتنے واقف ہو گئے ہیں۔ کہ ان میں سے ان پڑھ بھی ایسی باتوں کو اس آسانی سے سمجھ سکتے ہیں کہ دوسرے پڑھے لکھے بھی نہیں سمجھ سکتے۔ آج میں ایک ایسے امر کے متعلق خطبہ پڑھنا چاہتا ہوں۔ جو

ساری جماعت سے

بحیثیت مجموعی تعلق رکھتا ہے۔ صرف یہاں کے لوگوں کی ضرورتوں کے ساتھ خصوصیت سے اسے تعلق نہیں ؛

میں نے پچھلے کئی سال سے مسلمانوں کے اندر اختلافات۔ فسادات تفرقے اور جھگڑے دیکھ کر کوشش شروع کی ہوئی تھی اور کی ہوئی ہے کہ

مسلمانوں کا آپس میں اتفاق

ہو جائے۔ وہ ایک دوسرے کے متعلق ایسے طریق اختیار نہ کریں۔ جو خواہ مخواہ لڑائی مول لینے کے مصداق ہوں۔ اس کے لئے میں نے متواتر مسلمانوں کو سمجھایا کہ باوجود عقائد کا اختلاف رکھنے کے ان کی آپس میں صلح ہو سکتی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں

ایک گھر میں

کئی مذاق کے لوگ رہتے ہیں۔ کھانے پینے میں ہی دیکھا جاتا ہے۔ اگر ایک چنے کی دال نہیں کھاتا۔ تو دوسرا مسور کی دال نہیں کھاتا۔ اور تیسرا ماش کی دال نہیں کھاتا۔ مگر وہ ایک گھر میں گذارہ کرتے ہی ہیں۔ جس دن مسور کی دال پکے۔ اس دن مسور کی دال نہ کھانے والا خوش ہو جاتا ہے۔ اور کسی اور چیز سے کھانا کھا لیتا ہے۔ جس دن چنے کی پکے۔ اس دن چنے کی نہ کھانے والا چپ ہو جاتا ہے۔ اس وجہ سے لڑائی جھگڑا شروع نہیں کر دیا جاتا۔ کہ چنے کی دال کیوں پکی ہے۔ تو سب لوگ جانتے ہیں۔ مذاق مختلف ہوتے ہیں۔ جب یہ حالت ہے۔ تو یہ بھی ہوگا۔ کہ کئی باتیں کئی لوگوں کے مذاق کے خلاف ہونگی۔ اگر کوئی یہ کہے جو میں کہوں وہی دوسرے کہیں۔ اور جو اس کے خلاف کہے۔ اس پر طعن و تشنیع کیا جائے۔ اس کی تحقیر و تذلیل کی جائے۔ تو ہر ایک

گھر کا امن

بالکل برباد ہو جائے۔ کھانے کے متعلق تو مذاق الگ الگ ہوتے ہی ہیں شکلیں بھی سب کی مختلف ہوتی ہیں۔ بیٹے کی باپ سے شکل نہیں ملتی۔ اور بیٹی کی ماں سے نہیں ملتی۔ اربوں ارب انسان دنیا میں آباد ہیں مگر

کوئی دو انسان ہو بہو ایک شکل کے نہیں

مل سکتے۔ ضرور کچھ نہ کچھ ان میں فرق ہوگا۔ پس ہر قسم کے اختلاف موجود ہیں۔ ان کے ہوتے ہوئے ہی صلح و اتحاد رکھنا درحقیقت اور اصل اخلاق ہیں۔ اسی طرح امن قائم ہو سکتا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ

مسلمانوں کی حالت

اس درجہ گر گئی ہے کہ باوجود یہ دیکھتے ہوئے کہ دوسری قومیں انہیں تباہ کر رہی ہیں۔ اور روز بروز مسلمان کمزور ہوتے جا رہے ہیں۔ انہیں کچھ خیال نہیں

ترقی کی کوئی شاخ

بھی ایسی نہیں جس میں مسلمانوں کو عزت حاصل ہو۔ آج سے ۲۰۔ ۲۵ سال پہلے زمینداره مسلمانوں کے ہاتھ میں تھا۔ اب وہ بھی نہیں رہا۔ وہ بھی غیر قوموں کے ہاتھ میں چلا گیا ہے۔ تجارت۔ صنعت۔ حرفت۔ ساہوکارہ۔ بنکنگ سب دوسروں کے قبضہ میں ہیں۔ دنیا کے کسی شعبہ میں آج مسلمان معزز نظر نہیں آتے۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ وہ اپنے جوش کو دبا نہیں سکتے۔ وہ کبھی خیال نہیں کرتے۔ کہ مل کر کام کرنے کے لئے کم از کم یہ طریق اختیار کریں کہ ایک دوسرے سے

بلاوجہ چھیڑ چھاڑ

نہ کریں۔ خواہ مخواہ تحقیر و تذلیل نہ کریں۔ مذہبی عقائد کسی حالت میں چھوڑے نہیں جا سکتے۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ کہ ایک شیعہ سنیوں کو خوش کرنے کے لئے کہے۔ حضرت ابوبکرؓ خلافت کے حق دار تھے۔ اور حضرت علیؓ کا حق نہ تھا۔ کیونکہ یہ کہنے سے اس کا مذہب ہی باقی نہیں رہتا۔ لیکن اگر کوئی شیعہ سنیوں کو چھیڑنے اور تنگ کرنے کے لئے یہ کہے۔ کہ ابوبکر غاصب تھا۔ اس میں سوائے برائی کے کچھ نہ تھا۔ تو پھر صلح نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح شیعہ اگر کسی سنی سے یہ امید رکھیں کہ وہ کہے خلافت کا حق حضرت ابوبکرؓ کا نہ تھا۔ بلکہ حضرت علیؓ کا تھا تو وہ غلطی کرینگے۔ اس قسم کی امید رکھنا جس میں کسی کو اپنے مذہبی عقائد ترک کرنے پڑیں۔ غلطی ہے اور اس طرح

کبھی اتحاد نہیں ہو سکتا

لیکن مذہبی اختلاف رکھنا اور بات ہے۔ اور مذہبی اختلاف کی وجہ سے دوسروں کو چھیڑنا ان کی تحقیر و تذلیل کرنا اور بات ہے۔ ہمارے ملک میں

ایک قصہ

مشہور ہے۔ کہ ایک شخص کو اپنے محلہ کی ایک عورت سے پرخاش تھی۔ جس کی ایک آنکھ ماری ہوئی تھی۔ وہ شخص جب اس عورت کے پاس سے گذرتا تو کہتا بھابھی کانئے سلام۔ اس سے اس کی غرض یہ نہ ہوتی تھی کہ سلام کہے۔ بلکہ یہ ہوتی تھی کہ اسے کانی کہے۔ لیکن چونکہ وہ جانتا تھا۔ کہ اگر اس نے صرف کانی کہا تو سارے محلہ کے لوگ اس کے پیچھے پڑ جائینگے اور اسے لعنت ملامت کرینگے۔ اس لئے سلام ساتھ لگا لیتا۔ تاکہ اگر کوئی کچھ کہے تو وہ یہ کہہ سکے۔ میں نے تو سلام کہا ہے۔ کچھ دنوں تک تو وہ عورت اس کی بات سنتی رہی۔ آخر لڑنے پر آمادہ ہو گئی۔ اس کا شور سنکر محلہ کے لوگ جمع ہو گئے۔ اور پوچھا کیا بات ہے۔ اس شخص نے کہا۔ میں نے اسے سلام کہا ہے اور یہ مجھے گالیاں دینے لگ گئی ہے۔ جب عورت سے پوچھا گیا تو اس نے کہا۔ یہ سلام نہیں کہتا۔ بلکہ مجھے کانی کہہ کر چھیڑتا ہے ؛

پس جب کوئی بات کہنے ہیں

طعن و تشنیع کا پہلو

مدنظر ہو۔ اور دوسرے کی تحقیر اور تذلیل کی جائے۔ تو پھر تعلقات درست نہیں رہ سکتے اختلاف ہوا ہی کرتا ہے۔ اور عقائد کا اختلاف پایا جاتا ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ عقیدہ کے اختلاف کی وجہ سے دوسروں کی تحقیر کی جائے۔ ہم میں اور دوسرے مسلمانوں میں عقائد کا اختلاف ہے۔ اگر ہم اُن کے متعلق یہ امید رکھیں۔ کہ وہ حضرت

عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ نہ مانیں

تب ہم ان کے ساتھ ملکر متحدہ سیاسی امور میں کام کر سکتے ہیں تو یہ ہماری غلطی ہوگی۔ اسی طرح اگر وہ ہم سے یہ امید رکھیں۔ کہ ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ مانیں۔ اور پھر وہ ہم سے ملیں۔ تو یہ غلط ہوگا لیکن اگر غیر احمدی ہماری نسبت یہ کہیں۔ کہ یہ لوگ ٹھگ اور فریبی ہیں مذہب کو انہوں نے دنیا کمانے کی آڑ بنایا ہوا ہے۔ تو پھر یہ اختلاف عقائد تک بات محدود نہ رہیگی۔ بلکہ گالیاں ہونگی۔ یا وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق کہیں۔ کہ انہوں نے فریب اور دھوکا کیا۔ تو یہ ایسی بات نہیں۔ جو برداشت کی جاسکے۔ سیاسی فوائد خواہ کتنے ہی بڑے ہوں۔ آخر محدود ہوتے ہیں۔ سیاسی اتحاد کا یہی نتیجہ ہو سکتا ہے۔ کہ مسلمانوں کو کچھ نوکریاں پہلے کی نسبت زیادہ مل جائیں۔ ان کے سیاسی حقوق محفوظ ہو جائیں۔ مگر کوئی

غیرت مند انسان

مذہب کو قربان کر کے یہ باتیں حاصل کرنے کے لئے تیار نہ ہوگا۔

غرض طعن و تشنیع اور تحقیر و تذلیل کرنے کے ساتھ یہ امید رکھنا کہ اتحاد ہو جائے۔ ایک ایسی امید ہے۔ جو کبھی پوری نہیں ہو سکتی اور نہ مذہب کو عزیز رکھنے والا کوئی انسان ایسی صلح میں شریک ہو سکتا ہے۔

اس وقت میں جو خطبہ پڑھ رہا ہوں۔ اس کے پڑھنے کی وجہ کل سے پیدا ہوئی تھی۔ اول تو میرا خیال تھا۔ کہ میں قادیان جاکر خطبہ پڑھوں۔ کیونکہ وہی

سلسلہ کا مرکز

ہے۔ لیکن رات کو سخت سردی کی وجہ سے کمر میں درد ہو گیا اس لئے میں قادیان نہ جاسکا۔ پھر ارادہ کیا۔ اگلے جمعہ قادیان جاکر پڑھونگا۔ مگر اس قدر تعویق مناسب نہ سمجھی۔ اور یہاں ہی پڑھنے کا ارادہ کر لیا۔

اس

خطبہ کا محرک

ایک عنوان ہے۔ جو ایک ایسے اخبار میں جو اپنے آپ کو صلح کل کہتا اور مسلمانوں کو اتحاد کی ضرورت کی طرف توجہ دلاتا رہتا ہے۔ اور اس بات پر بڑا زور دیتا ہے۔ کہ تمام فرقوں کے مسلمان اپنے آپ کو صرف مسلمان کہیں۔ تاکہ متحد ہو سکیں۔ اور وہ

انقلاب اخبار

ہے۔ اس میں افغانستان کے متعلق ایک خبر شائع ہوئی ہے۔ کل جب میں نے اسے دیکھا۔ تو میں نے ارادہ کیا۔ کہ قادیان جاکر اس کے متعلق خطبہ پڑھونگا۔ یا یہیں۔

کابل میں بغاوت

ہو گئی ہے۔ ایک شخص جسے سقہ کا بچہ کہا جاتا ہے بعض کہتے ہیں وہ سقہ کا بچہ نہیں۔ بلکہ جرنیل کا لڑکا ہے۔ ایک لڑائی کے موقعہ پر جب پانی ختم ہو گیا۔ تو اس افسر نے خود مشک اٹھائی۔ اور پانی لایا تھا۔ اس پر امیر حبیب اللہ خاں اسے پیار کے طور پر بچہ سقہ کہا کرتا تھا۔ اس وجہ سے اس خاندان کا نام ہی بچہ سقہ ہو گیا۔ وہ کوئی ہو۔ بہر حال اس نے بغاوت کی۔ اور اس میں کامیاب ہو گیا۔ کابل کو اس نے فتح کر لیا۔ بغاوت کے لحاظ سے ہم اس کے فعل کو اچھا نہیں سمجھتے۔ کیونکہ

ہمارا عقیدہ

یہ ہے۔ کہ قائم شدہ حکومت کی بغاوت جائز نہیں۔ سوائے اس صورت کے۔ کہ کسی وجہ سے رعایا اس کے ملک کو چھوڑ کر جانا چاہے۔ مگر وہ جانے نہ دے۔ پس ہم بغاوت کو بُرا سمجھتے ہیں۔ اور اس فعل کو ہرگز جائز نہیں سمجھتے۔ اس حد تک تو ہمارا بھی دوسروں سے اتفاق ہے۔ اس شخص کے متعلق خبر شائع ہوئی کہ اس نے اپنا نام حبیب اللہ رکھ لیا ہے۔ اور اپنا ایک نشان بنایا ہے۔ جس پر لکھا ہے "امیر حبیب اللہ رسول خدا ۱۳۴۷ھ" میں جہاں تک سمجھتا ہوں۔

یہ خبر غلط ہے

اور محض اس لئے گھڑی گئی ہے۔ کہ اس شخص کے خلاف جوش پھیلایا جائے۔ اس لئے کہ جب امان اللہ خان کے خلاف اس نے سوال ہی یہ اٹھایا۔ کہ اس نے اسلام کو مٹا دیا ہے۔ اور اس طرح اس نے بغاوت پر لوگوں کو آمادہ کیا تھا۔ تو وہ خوب جانتا تھا۔ کہ افغانوں میں کوئی اس قسم کی بات کرنا جس سے بادشاہ بھی مٹ جاتا ہے۔ آسان کام نہیں۔ آخر وہ سقہ کا بچہ تھا۔ یا زیادہ سے زیادہ جرنیل کا بیٹا۔ اسے تو یہ بات خوب اچھی طرح معلوم ہونی چاہیئے تھی۔ کہ جب لوگ امان اللہ جیسے بادشاہ کی خلاف اس لئے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ کہ اس نے بعض باتیں اسلام کے خلاف کہیں۔ اور اُسے چھوڑ کر اس کے ساتھ مل گئے تو اس کے اس قسم کے دعویٰ کو کب برداشت کریں گے۔ جس بات کی وجہ سے اسے ساری طاقت اور کامیابی حاصل ہوئی۔ اسی کو اپنے خلاف کس طرح اٹھا سکتا تھا۔ وہ جانتا تھا۔ اور خوب جانتا تھا۔ کہ جب افغان عورتوں کا پردہ اٹھانے لڑکیوں کو تعلیم دلانے انگریزی لباس پہننے کے لئے مجبور کرنے پر اتنے برافروختہ ہو سکتے ہیں۔ تو نبوت کا دعویٰ سن کر وہ کس قدر اشتعال پذیر ہونگے جب افغانستان کا ہر سپاہی اس لئے اس کے ساتھ ہوا تھا۔ کہ وہ اسلام کی حمایت میں کھڑا ہوا ہے۔ تو پھر وہ سمجھ سکتا تھا۔ کہ رسالت کا دعویٰ کر کے کہاں تک کامیابی حاصل کر سکتا ہے۔

پس میں تو سمجھتا ہوں۔ یہ خبر ہی غلط ہے۔ لیکن اگر صحیح بھی ہو۔ تو بچہ سقہ سے جماعت احمدیہ کا کیا تعلق۔ مگر

اخبار انقلاب میں

اس کے متعلق یہ خبر شائع کرتے ہوئے جو عنوان رکھا گیا ہے

وہ یہ ہے "قادیانی سُنّت کی پیروی"

(انقلاب ۳۱ر جنوری)

اس کا قادیان اور قادیانی سنت سے تعلق ہی کیا ہے۔ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات سے ملتی جلتی کسی بات کے متعلق اس طرح ہندو لکھتے۔ تو کیا باوجود اس کے کہ ہندو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا تعالےٰ کا رسول نہیں مانتے۔ مسلمان ان کے فعل کو جائز خیال کرتے۔ قطعاً نہیں یقیناً ہم بھی اور دوسرے مسلمان بھی اسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتک سمجھتے۔ اور ہم سب سے زیادہ اس کو محسوس کرتے۔ کیونکہ ہم ہی سب سے زیادہ اور سچے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عاشق ہیں۔ کیونکہ ہندو اس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق طنز کرتے۔ پس کوئی بات خواہ وہ صحیح ہو۔ جیسا کہ یہ صحیح ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

نبوت کا دعویٰ

کیا۔ اسے طنز کے طور پر پیش کرنا یقیناً دل آزاری ہے اگر "انقلاب" میں روزانہ دو تین صفحے بلکہ سارا ہی اخبار اس قسم کے مضامین سے بھرا ہوا ہو۔ کہ مرزا صاحب نے نبوت کا جو دعویٰ کیا ہے۔ وہ صحیح نہیں۔ اور دلائل کے ساتھ اس پر بحث کی جائے۔ تو ہم بُرا نہیں منائیں گے۔ کیونکہ یہ

غیر احمدیوں کا حق

ہے۔ کہ جس بات کو وہ درست نہیں سمجھتے۔ اس کی تردید کریں۔ لیکن بطور طعن اور تشنیع اور بطور تحقیر اور تذلیل ایک فقرہ بھی ہم برداشت نہیں کر سکتے۔ اور اگر تعلیم یافتہ طبقہ کا پرچہ اور اس کے تعلیم یافتہ ایڈیٹر ہمارے مذہبی جذبات اور احساسات کا خیال نہیں کر سکتے۔ اور یہ نہیں سمجھ سکتے۔ کہ ایک مذہبی جماعت سے بلاوجہ تمسخر اور استہزا کرنا بری بات ہے۔ تو ان کا مسلمانوں کو اتحاد اور اتفاق کی تعلیم دینا اور اس کے متعلق مضامین شائع کرنا ایک فضول بات ہے۔ ہم نے

مسلمانوں کے اتحاد کے لئے قربانی

کی ہے۔ اور ہر رنگ میں اس کے لئے امداد دی ہے۔ مسلمانوں کے کونسلوں وغیرہ کے انتخاب میں ہم نے اپنے دوستوں کے تعلقات کی کوئی پروا نہ کی۔ اور ان کو چھوڑ کر دوسروں کی امداد کی۔ جبکہ یہ سمجھا۔ کہ ان کا منتخب ہونا مسلمانوں کے فوائد کے لئے زیادہ بہتر ہے۔ ہم نے اپنے عزیزوں کو ان کے لئے چھوڑا۔ ان سے جھگڑے کئے۔ محض اس لئے کہ مسلمانوں کو کونسل میں زیادہ طاقت حاصل ہو۔ اور منتخب ہونے والے اچھا کام کرینگے پھر ہم نے ہر اس موقعہ پر جہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتک کی گئی۔ دوسروں سے آگے بڑھ کر کام کیا۔ یہ ہمارا کسی پر احسان نہیں تھا۔ بلکہ ایسا کرنا

ہمارا فرض

تھا۔ مگر ہم نے اپنا فرض ہی ادا نہیں کیا۔ بلکہ دوسرے مسلمانوں کو بھی بیدار کیا۔ اور ان کی جگہ کام کیا۔

ملکانوں کے ارتداد کے وقت

ہم نے ان کو بچانے کے لئے کام کیا۔ مرتد ہونے والے احمدی نہ تھے۔ بلکہ حنفی تھے۔ اس وقت ہم کہہ سکتے تھے۔ حنفی مذہب ایسا خراب ہو چکا ہے۔ کہ اس کے ماننے والے ہزاروں مرتد ہو رہے ہیں۔ مگر ہم نے ایسا نہ کیا۔ بلکہ سب سے پہلے ملکانوں کے پاس گئے اور وہاں جا کر آریوں کو ایسی شکست دی۔ کہ خود آریوں نے اس کا اعتراف کیا۔ اسی طرح

بنگال میں

جب مسلمان مرتد ہونے لگے۔ تو ہم وہاں پہنچے۔ اور ان کو مرتد ہونے سے بچایا۔ غرض ہم نے ہر وہ کام کیا جس سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچ سکتا تھا۔ مگر اس کے مقابلہ میں میں دیکھتا ہوں۔ تعلیم یافتہ اور اتحاد کے حامی کہلانے والے لوگ بھی جب کوئی موقع آتا ہے۔ تو ہمارے خلاف بغض کا اظہار کرتے ہیں۔ شاید انہوں نے

قوم کی خاطر قربانی

کرنے کے یہ معنے سمجھے ہوتے ہیں۔ کہ ہم ان کے لئے قربانی کرتے جائیں مگر خود وہ کچھ نہ کریں۔ قربانی کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ دونوں طرف سے ہو مگر ایسی قربانی دنیوی امور کے متعلق ہی ہو سکتی ہے۔ دین کے معاملہ میں نہیں۔ دین نہ ہم خود چھوڑنے کے لئے تیار ہیں۔ نہ کسی سے چھڑاتے ہیں۔ نہ ہم کسی کے مذہب کے متعلق طعن و تشنیع کرتے ہیں۔ اور نہ اپنے عقائد اور اپنے مقتدا اور پیشوا کے متعلق برداشت کر سکتے ہیں۔ میں اس

خطبہ کے ذریعہ اعلان

کرنا چاہتا ہوں (ایڈیٹر صاحب الفضل جو یہاں آئے ہوئے ہیں۔ وہ اس خطبہ کو لکھ کر اخبار میں شائع کر دینگے) کہ مسلمان اگر چاہتے ہیں کہ صلح و اتحاد ہو تو ہم سے شرافت اور تہذیب کے ساتھ سلوک کریں۔ لیکن اگر وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق یا احمدیت کے متعلق طعن و تشنیع سے کام لیں گے تو

ہرگز صلح نہ ہوگی

نہ ہم کونسلوں کی کوئی حقیقت سمجھتے ہیں۔ نہ ملازمتوں کو کچھ وقعت دیتے ہیں۔ نہ تجارت کی کچھ قدر سمجھتے ہیں ہمارے نزدیک خدا اور رسول

سب سے زیادہ عزیز

ہیں۔ ہمارے مقتدا نے جس طرح آریوں۔ ہندوؤں اور عیسائیوں کے متعلق فرمایا ہے کہ اگر وہ ہمارے رسول کو گالیاں دیں گے۔ اور بدزبانی کریں گے تو ہم جنگل کے درندوں اور شورزمین کے سانپوں سے صلح کر لیں گے۔ مگر ان سے نہ کریں گے۔ اسی طرح میں غیر احمدیوں سے کہتا ہوں۔ اگر وہ ہمارے مقتدا کے متعلق طعن و تشنیع سے کام لیں گے۔ اور غیر شریفانہ رویہ نہ چھوڑیں گے۔ تو ہم

سانپوں اور درندوں سے صلح

کر لیں گے۔ مگر ان سے نہیں کریں گے۔ اگر ہماری تمام قربانیوں اور تمام خدمات کا یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ وہ لوگ جو اتحاد کے دعویدار ہیں اور جو اتحاد کی تلقین کرتے رہتے ہیں۔ وہ بھی ہمارے مقتدا پر ہنسی اور تمسخر کریں۔ اور وہ اتنا بھی محسوس نہیں کر سکتے۔ کہ ان کی ایسی باتوں کا ہم پر کیا اثر پڑ سکتا ہے۔ تو ہماری ان کے ساتھ قطعاً صلح نہیں ہو سکتی

میں پوچھتا ہوں

کیا اس خبر کو اس وقت تک صحیح نہ سمجھا جاتا۔ جب تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر طعن نہ کیا جاتا۔ کوئی سمجھدار انسان یہ نہ سمجھے گا۔ کہ جب تک ہم پر طعن نہ کیا جاتا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر حملہ نہ کیا جاتا۔ اس خبر کا مطلب نہیں سمجھا جا سکتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر حملہ کرنا تو الگ رہا۔ آپ کا خیال آئے بغیر بھی اس خبر کو شائع کیا جا سکتا تھا۔ اور پڑھنے والے اس کا مطلب سمجھ سکتے تھے۔ مگر ایسی صورت میں جبکہ نہ تو اس خبر کے درست ہونے کی کسی نے تصدیق کی۔ نہ کسی کو صحیح طور پر یہ معلوم ہوا کہ بچہ سقہ نے کیا دعویٰ کیا ہے۔ خواہ مخواہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر طعن کرنا محض ہماری دل آزاری کے لئے ہے۔ میں سمجھتا ہوں جس طرح سلطان بادشاہ نائب رسول اللہ ہونے کا دعویٰ کیا کرتے تھے۔ اسی طرح اس نے بھی کیا ہوگا۔ مگر کسی غیر ملکی نے جس کو اس بات کا پتہ نہ ہوگا۔ یہ لکھ دیا۔ کہ اس نے

رسول اللہ کا دعویٰ

کیا ہے۔ چنانچہ دوسرے اخبار سیاست (۳۱ر جنوری) نے یہ الفاظ شائع کئے ہیں

"امیر حبیب اللہ خادم رسول اللہ"

اسی طرح اس نے دعوے کیا ہوگا۔ مگر اخبار والوں کو تو یہ معلوم ہی نہیں۔ کہ اس نے کیا دعویٰ کیا۔ نائب رسول ہونے کا یا رسول اللہ کا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ وہ ان پڑھ ہے۔ اگر یہ درست ہے۔ تو شائد اُسے یہ معلوم ہی نہ ہو۔ کہ رسول اللہ کیا ہوتا ہے۔ کئی جاہل لوگ جب مجھ سے ملتے ہیں۔ تو کہہ دیتے ہیں۔ السلام یا نبی اللہ۔ میں انہیں سمجھاتا ہوں۔ اور بتاتا ہوں۔ کہ میں نبی نہیں۔ میں تو

نبی کا نائب

ہوں۔ تو ممکن ہے۔ جہالت کی وجہ سے اسے پتہ ہی نہ ہو کہ رسول اللہ کیا ہوتا ہے۔ ایسی بے خبری اور جہالت کی حالت میں جو بات کہی گئی ہو۔ اُسے شائع کرتے ہوئے ایک ایسی جماعت کا دل دکھانا جو مسلمانوں کے مفاد کے لئے ہر قربانی کر رہی ہے۔ اور اس کے مقتدا کی ہتک کرنا کہاں تک مناسب ہے۔ میں نہیں سمجھ سکتا۔ کوئی اس بات کو سمجھنے کے بعد اُمید رکھے۔ کہ ہم ایسے لوگوں سے صلح رکھیں گے۔ اور ان کے لئے قربانی کریں گے۔ ہم نے اپنی قربانی اپنے رویہ اپنے طریق اپنے چال چلن اور اپنی خدمات سے ثابت کر دیا ہے کہ

ہم مسلمانوں کے خیر خواہ ہیں

ہم نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ ہم تھوڑے ہوتے ہوئے زیادہ کام کر سکتے ہیں۔ اور کیا ہے۔ ہم نے بتا دیا ہے کہ

مخالفین اسلام کا مقابلہ

کرنے کے لئے ہم سب سے زیادہ بہادر سب سے زیادہ دلیر اور جری ہیں۔ ہم نے غیروں سے کامیاب مقابلہ کیا۔ مگر باوجود اس کے کہ ہم مسلمانوں سے دنیوی اور سیاسی معاملات میں اور مشترکہ مقاصد میں اتحاد کی سچی خواہش رکھتے ہیں۔

کبھی یہ برداشت نہیں کر سکتے

کہ ہمارے مقتدا اور پیشوا اور اس کے سلسلہ کا تحقیر اور تذلیل کے طور پر ذکر کیا جائے۔ اور پھر ہم صلح کر لیں۔ میں نے دیکھا ہے۔

اخبار سیاست میں

کئی لمبے لمبے مضامین انہی دنوں ہمارے خلاف نکلے۔ مگر میں نے اُن پر بُرا نہ منایا۔ میں نے جب ان مضامین کو پڑھا۔ تو کہا۔ جس طرح میرا حق ہے۔ کہ اپنے عقائد کی اشاعت کروں اسی طرح "سیاست" کا بھی حق ہے۔ کہ جس بات کو وہ درست نہیں سمجھتا۔ اس کی تردید کرے۔ "سیاست" نے بے شک اعتراض کئے۔ لیکن تمسخر اور استہزا نہیں کیا۔ تحقیر اور تذلیل نہیں کی اس لئے میں نے بُرا نہیں منایا۔ اس کے مقابلہ میں انقلاب میں ایسے مضامین تو نہیں نکلے۔ مگر اس کا یہ ایک فقرہ ان مضامین کی نسبت بہت بدتر نکلا۔ کیونکہ ان مضامین میں اپنے عقائد اور خیالات کی تشریح کی گئی تھی۔ لیکن اس فقرہ میں تحقیر اور تذلیل کی گئی ہے۔ "سیاست" نے دلائل کے ساتھ بحث کی۔ خواہ اس کے دلائل ہمارے خیال میں غلط ہی ہیں لیکن انقلاب کے فقرہ میں ہمارے عقیدہ اور ہمارے پیشوا کی تحقیر کی گئی ؂

ان حالات میں میں ایک دفعہ

بالوضاحت اعلان

کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ اگر یہ لوگ اتحاد چاہتے ہیں۔ تو انہیں اقرار کرنا چاہیئے۔ کہ وہ ہمارے بزرگوں اور ہمارے عقائد کی تحقیر اور تذلیل نہ کریں گے۔ میں یہ نہیں کہتا۔ ہمارے خلاف کچھ نہ لکھیں۔ لکھیں اور بڑی خوشی سے لکھیں۔ لمبے لمبے مضامین لکھیں۔ وہ اس بات پر بحث کریں کہ مرزا صاحب کی پیشگوئیاں پوری نہیں ہوئیں۔ یہ لکھیں۔ کہ آپ کی تعلیم قرآن کے خلاف ہے۔ اور جو چاہیں لکھیں۔ لیکن

تضحیک اور تحقیر نہ کریں

مسائل پر شریفانہ طور پر بحث کریں۔ اگر کوئی اس طرح کرے تو خواہ سارے کا سارا اخبار ہمارے خلاف مضامین سے بھر دے۔ ہم اس پر بُرا نہ منائیں گے۔ لیکن اگر یہ طریق اختیار نہیں کیا جائے گا۔ تو پھر خواہ کوئی ہو۔ کسی فرقہ اور کسی جماعت سے تعلق رکھتا ہو۔ تعلیم یافتہ ہو یا غیر تعلیم یافتہ۔ تحقیر اور تمسخر کے ساتھ سلسلہ احمدیہ اور بانی سلسلہ احمدیہ کا ذکر کریگا۔ تو اس سے

ہمارا کوئی تعلق نہ ہوگا

اور جب تک اس سے تعلق رکھنے والی قوم اسے مجبور نہ کریگی۔ کہ وہ معافی مانگے۔ اور آئندہ کے لئے ایسا نہ کرے۔ اس وقت تک اس قوم سے بھی ہمارا کوئی تعلق نہ ہوگا۔ اس صورت میں ہم ان غیر قوموں سے صلح کریں گے۔ جو ہمارے ساتھ شرافت کا برتاؤ کرینگی۔ اور ہمارے مذہبی جذبات اور احساسات کا خیال رکھیں گی۔ مگر

یاد رہے

جو قوم اس طرح ہمیں دھکا دے گی۔ وہ خود اس بات کی ذمہ دار ہوگی۔ اگر اس کی قومی مصیبتوں میں ہم اس کی مدد نہ کریں پھر اس کا ہم سے اُمید رکھنا ہی غلطی ہوگی۔ اس حالت میں ہم اپنے سارے معاملات بالکل جُدا کر لیں گے۔ اور آزادانہ طور پر ترقی کرنے کی کوشش کریں گے۔

اور جو جماعت دوسروں کے لئے قربانی کر سکتی ہے۔ وہ اپنے لئے بہت بڑی قربانی کر سکتی ہے۔ اور میں خوب جانتا ہوں۔ ہم آزادانہ طور پر خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے بہت ترقی کر سکتے ہیں۔ دوسروں کے ساتھ ملنے کی وجہ سے ہم پر بوجھ ہی پڑتا ہے۔ فائدہ کچھ نہیں ہوتا۔

میں امید کرتا ہوں۔ جو لوگ واقعہ میں مسلمانوں میں

اتحاد کے خواہاں

ہیں۔ اور تفرقہ کو بُرا سمجھتے اور نقصان رساں یقین کرتے ہیں۔ میرے اس اعلان کے بعد اپنے رویہ سے ہمیں اس بات کا موقعہ نہ دینگے کہ ہم ان کے متعلق کہیں۔ انہوں نے ہمارے عقائد یا ہمارے بزرگوں کی تحقیر کی۔

میں ذاتی طور پر

”انقلاب“ کے ایڈیٹر صاحب

سے کوئی زیادہ واقف نہیں ہوں۔ وہ تین چار بار مجھ سے ملے ہیں۔ میں نے انہیں تعلیم یافتہ اور مسلمانوں کے لئے دردمند دل رکھنے والا پایا۔ شاید یہ فقرہ ان کا لکھا ہوا نہ ہو۔ بلکہ کسی اور نے لکھ دیا ہو۔ اب بھی ان کے متعلق میرا یہی خیال ہے۔ کہ وہ دردمند دل رکھتے اور مسلمانوں کی خدمت کرنے کی خواہش رکھتے ہیں۔ مگر باوجود اس کے میں یہ اعلان کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ یہ بے غیرتی ہوگی۔ اگر ہم اپنے عقائد اور اپنے پیشوا کی تحقیر اور تذلیل کو برداشت کریں۔ اس کے لئے ہم کسی صورت میں بھی تیار نہیں ہیں۔ اگر میرا یہ ظن صحیح ہے کہ ”انقلاب“ میں وہ فقرہ ایڈیٹر صاحب کا لکھا ہوا نہیں۔ تو میں امید کرتا ہوں۔ وہ اس بات کو شائع کر دیں گے۔ میں ان سے ہرگز یہ امید نہیں رکھتا۔ کہ وہ

احمدیت کے خلاف

نہ لکھیں۔ وہ لکھیں۔ اور خوشی سے لکھیں۔ لیکن مضمون کے رنگ میں اور کسی بات کی تحقیق کے لئے۔ نہ کہ تحقیر اور تذلیل کریں۔ اور اگر وہ فقرہ انہوں نے ہی لکھا ہے۔ مگر بغیر تحقیر اور تذلیل کے خیال کے لکھا گیا ہے۔ تو پھر بھی میں بُرا نہیں مناتا۔ مگر اتنا ضرور کہونگا۔ کہ آئندہ احتیاط سے کام لیں۔ لیکن اگر انہوں نے

جان بوجھ کر

یہ لکھا ہے۔ اور تضحیک کے لئے لکھا ہے۔ اور دوسرے لوگوں کا بھی یہی رویہ ہوا۔ تو پھر ہم ان سے کسی بات میں اتحاد کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

ہماری غیرت

قطعاً یہ برداشت نہیں کر سکتی۔ کہ ہم اس انسان کی تحقیر دیکھیں۔ جسے ہم خدا تعالےٰ کا مامور اور مرسل یقین کرتے ہیں۔ اور پھر تحقیر کرنے والوں سے مل کر کوئی کام کریں۔

مقبرہ بہشتی میں دفن ہونے کیلئے اہم شرط

ایک تعلیم یافتہ خاتون نے ناظر صاحب مقبرہ بہشتی سے بذریعہ خط دریافت کیا:

”کیا وہ شخص جو مقبرہ بہشتی میں دفن کیا جائے۔ خواہ کتنا بڑا عاصی ہو۔ اس سے کسی قسم کی بازپرس نہ ہوگی۔ اگر ہوگی۔ تو مقبرہ بہشتی کا کیا مطلب ہے“۔ اس کا جواب جناب مولانا مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے لکھا ہے۔ جو فائدہ عام کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے۔

مقبرہ بہشتی کی نسبت جن کو حیرت اور تعجب ہوتا ہے۔ یا جو اس پر اعتراض کرتے ہیں۔ جب بھی ان کے ساتھ بات چیت ہوئی ہے تو اس کا باعث یہی معلوم ہوا ہے۔ کہ وہ اس غلطی میں پڑے ہوئے ہیں۔ کہ گویا حضرت مسیح موعودؑ نے ایک زمین کے ٹکڑے کی نسبت یہ قرار دیا ہے۔ کہ جو شخص بھی اس میں دفن ہوگا۔ خواہ کیسا ہی بدکار اور بدکردار اور فاسق و فاجر اور پانچوں عیب شرعی میں مبتلا ہو۔ پھر بھی وہ جنتی ہو جائے گا۔ گویا اس ٹکڑہ زمین میں یہ تاثیر ہے۔ کہ جو بھی اس میں دفن کیا جائے۔ وہ اس کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ بلکہ اس سے بڑھ کر اسے جنتی بھی بنا دیتا ہے۔

حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسالہ الوصیت میں اس کی تردید لکھی ہے۔ چنانچہ آپ اس کے صفحہ ۱۹ میں تحریر فرماتے ہیں:

”اس قبرستان میں دفن ہونے والا متقی ہو۔ اور محرمات سے پرہیز کرتا اور کوئی شرک و بدعت کا کام نہ کرتا ہو۔ سچا اور صاف مسلمان ہو“۔

پھر آگے ضمیمہ متعلقہ رسالہ الوصیت کی دفعہ ۶ میں تحریر فرماتے ہیں:

”یاد رہے۔ کہ صرف یہ کافی نہ ہوگا۔ کہ جائداد منقولہ اور غیر منقولہ کا دسواں حصہ دیا جائے۔ بلکہ ضروری ہوگا۔ کہ ایسا وصیت کرنے والا جہاں تک اس کے لئے ممکن ہو۔ پابند احکام اسلام ہو۔ اور تقوےٰ طہارت کے امور میں کوشش کرنے والا ہو۔ اور مسلمان خدا کو ایک جاننے والا اور اس کے رسول پر سچا ایمان لانے والا ہو۔ اور نیز حقوق عباد غصب کرنے والا نہ ہو“۔

”اگر کوئی شخص خدا تعالےٰ کی خاص وحی سے رد کیا جائے۔ تو گو وصیتی مال بھی پیش کرے۔ تاہم اس قبرستان میں داخل نہیں ہوگا“۔

آپ نے یہ خدا کی وحی کی بناء پر لکھا ہے۔ کہ جو ان شرائط کو پورا کر کے اس میں دفن ہوگا۔ وہ جنتی ہوگا۔ اور یہ محض آپ کی ہی وحی نہیں۔ بلکہ صحیح احادیث میں اس کا ذکر صراحت کے ساتھ موجود ہے۔ مثلاً صحیح مسلم میں یہ حدیث موجود ہے۔ کہ جب مسیح دجال کو قتل کردیگا۔ تو جو اس کے اصحاب اس کے ساتھ ہونگے۔ وہ ان کا گرد و غبار جھاڑ دیگا۔ اور ان کو ان کے مقام اور درجات بتائے گا۔ جو کہ ان کے لئے جنت میں ہونگے۔ اسی اثنا میں اوحی اللہ الیہ انی اخرجت عبادًا لی لا یدان لاحد بقتالھم فاحرز عبادی الی الطور فیحصر نبی اللہ و اصحابہ اور پھر آگے آتا ہے۔ فیدعوا نبی اللہ و اصحابہ علیھم فیرسل اللہ علیھم النغف فی رقابھم فیصبحون فرسی کموت نفس واحدۃ

اسی طرح ایک اور حدیث میں آتا ہے۔ کہ مسیحؑ کے پاس ایک کتاب ہوگی۔ جس میں جنتیوں کے نام لکھے ہوئے ہونگے۔

پھر بخاری کی حدیث ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنے کچھ صحابہؓ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ ایک جنازہ گذرا۔ اور صحابہؓ نے اس کی تعریف کی۔ حضورؐ نے فرمایا۔ وجبت۔ وجبت۔ وجبت۔ پھر ایک اور جنازہ گذرا۔ تو صحابہؓ نے اس کی مذمت کی۔ حضورؐ نے اس پر بھی فرمایا۔ وجبت۔ وجبت۔ وجبت۔ تب صحابہؓ نے عرض کی ما وجبت۔ تو حضورؐ نے فرمایا پہلے کی تم نے تعریف کی تھی۔ تو میں نے کہا۔ وجبت لہ الجنۃ۔ اور دوسرے کی تم نے مذمت کی۔ تو میں نے کہا۔ وجبت لہ النار۔ پھر ایک قاعدہ کلیہ بیان فرما کر اس کی وجہ بتلائی۔ اور فرمایا۔ انتم شھداء اللہ فی الارض فمن اثنیتم علیہ الخیر وجبت لہ الجنۃ و من اثنیتم علیہ الشر وجبت لہ النار۔ تم زمین میں اللہ کے گواہ ہو۔ پس جس شخص کی تم نیک تعریف کروگے۔ اس کے لئے جنت ضروری ہو جائے گی۔ اور جس کی تم برائی بیان کروگے۔ یعنی اس کی مذمت کروگے۔ اس کے لئے آگ یعنی جہنم اور دوزخ لازم ہو جائیگی۔

پس اس حدیث سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو شھداء اللہ قرار دیا ہے۔ اور ان کی شہادت خیر پر جنت کا لازم ہونا اور ان کی شہادت شر پر دوزخ کا لازم ہونا بتایا ہے۔ مگر حضورؐ کے زمانہ سے لے کر مسیح موعودؑ کے آنے تک اس کا باقاعدہ کوئی سلسلہ جاری نہیں ہوا۔ نہ کہیں ایسے قابل گواہ مقرر ہوئے۔ اور نہ ان کی شہادت کسی تحقیق پر مبنی رکھی گئی۔ اور نہ ان کی شہادت شہادت کے رنگ میں ادا ہوئی۔ اگر کوئی بے قاعدہ تعریف بھی کرتا ہے۔ تو اس کا یہی رنگ ہوتا ہے۔ جیسے کسی ہندو کی موت پر ہندو عورتیں جمع ہو کر ایک میراثن کی اقتداء میں مردہ کو واہ شیرا واہ شیرا یا اور صفات عالیہ کے ساتھ ذکر کرتی ہیں۔ عام مسلمانوں کی تعریف بھی واہ شیرا کے ہموزن اور ہم رنگ ہوتی ہے۔ اور بس۔ لیکن باقاعدہ شہادت ہرگز نہیں ہوتی۔ مگر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خداوند کریم کی تازہ وحی کی بناء پر حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بتائے ہوئے اس کلیہ کو کہ (انتم شھداء اللہ فی الارض فمن اثنیتم علیہ الخیر وجبت لہ الجنۃ) باقاعدہ جاری کیا۔ اور مقبرہ بہشتی میں دفن ہونے کی ایک اہم شرط یہ قرار دی۔ کہ وہ متقی ہو۔ اور اس کی شہادت کے لئے یہ طریق جاری ہے۔ کہ ایک فارم چھپی ہوئی ہے۔ جو موصی کے علاقہ کے امیر جماعت یا سیکرٹری یا کسی اور قابل اعتماد کے پاس خفیہ طور پر بھیجی جاتی ہے۔ اور وہ پوری تحقیق کر کے حلفیہ شہادت اس فارم پر تحریر کرتا ہے

احمدی انجمنوں کی سالانہ رپورٹیں

جیسا کہ اعلان ہو چکا ہے۔ مجلس مشاورت امسال ۲۹ مارچ سنہ ۲۹ء کو شروع ہوگی۔ تمام انجمن ہائے احمدیہ کو اطلاع دیجاتی ہے۔ کہ اپنی اپنی سالانہ رپورٹ تیار کر کے ۱۰ مارچ سنہ ۱۹۲۹ء تک مجھے بھیجدیں تاکید ہے۔

ناظر اعلیٰ قادیان

کرسکتی ہے۔ اور اوامر کو ادا کرتا اور منہیات سے مجتنب رہتا ہے تب اس کی وصیت منظور ہوتی ہے۔ ورنہ نامنظور ہو جاتی ہے۔ یہ فارم آپکو بھی ارسال کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ ایک شرط یہ بھی ہے۔ کہ اس مقبرہ میں وہ دفن ہوگا۔ جو اپنی جائداد اور آمدنی کا کم از کم ۱/۱۰ حصہ تبلیغ اسلام کے لئے صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام وصیت کرے۔ تاکہ یہ اس کے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی ایک علمی شہادت ہو۔

پس جو قابل اعتماد مومنوں کی شہادت سے متقی ثابت ہو۔ اور عملی شہادت سے دین کو دنیا پر مقدم کرنے والا ثابت ہو۔ وہ نبی کریم کی حدیث مذکورہ کی بنا پر جنتی ہے۔ نیز الوصیت میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ جو شخص وصیت بھی کرے۔ اور حصہ وصیت ادا بھی کردے۔ مگر ثابت ہو کہ وہ متقی نہیں ہے۔ اس کا دیا ہوا مال واپس کر دیا جائے۔ اور اس کو مقبرہ میں دفن نہ کیا جائے۔ چنانچہ یہی عمل ہے۔ کہ جب کسی کی نسبت یہ ثابت ہو جائے۔ کہ وہ متقی نہیں۔ اور اصلاح بھی نہیں کرتا۔ تو اس کی وصیت منسوخ کر دیجاتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس جو کتاب تھی جس میں جنتیوں کے نام درج تھے۔ وہ یہی مقبرہ بہشتی کا رجسٹر تھا۔ جس میں ان موصیوں کے نام درج تھے۔ جو کہ حضور سرور کائنات صلعم کے ارشاد انتم شہداء اللہ فی الارض من اثنیتم علیہ الخیر وجبت الجنۃ کے مطابق جنتی ہیں۔ اور صحیح مسلم کی حدیث کی رو سے جن اصحاب کو آپ نے قتل دجال کے بعد مقامات جنت کی خبر دی۔ وہ یہی موصی ہیں۔ پس آپ الوصیت اور فارم تصدیق کو پڑھیں اور جو احادیث میں نے لکھی ہیں۔ ان پر بھی غور کریں۔ اس کے بعد اگر پھر بھی کوئی اعتراض ہو۔ تو مفصل لکھ دیں۔ اور اگر تسلی ہو جائے۔ تو میں امید کرتا ہوں۔ کہ پھر بھی آپ مطلع فرمائیں گے۔ والسلام

محمد سرور سیکرٹری مقبرہ بہشتی قادیان

چندہ منارۃ المسیح

جدید تحریک چندہ منارۃ المسیح کے ماتحت مندرجہ ذیل احباب کی طرف سے ماہ جنوری ۲۹ء میں رقوم وصول ہوئی ہیں

۱۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب — یکصد روپے
۲۔ شیخ سراج الدین صاحب سٹیشن ماسٹر — 〃 〃
۳۔ محمد عثمان صاحب قریشی سب ڈویژنل آفیسر کلانور — 〃 〃
۴۔ مرزا برکت علی صاحب عبادان — 〃 〃
۵۔ رشیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب بیرسٹر ایٹ لار لاہور — 〃
۶۔ اخوند محمد افضل خان صاحب ڈیرہ غازی خان — 〃 〃
۷۔ اہلیہ اخوند محمد افضل خان صاحب ڈیرہ غازیخان — 〃
۸۔ اہلیہ چوہدری مبارک احمد صاحب کوہاٹ — ساٹھ روپے
۹۔ ابراہیم یوسف صاحب بردولی — پچاس روپے
۱۰۔ بابو عبدالرحمٰن صاحب امیر جماعت احمدیہ انبالہ — یکصد روپے
۱۱۔ حاجی شیخ میران بخش صاحب انبالہ — 〃 〃

ناظر اعلیٰ قادیان

مکتوبات حضرت مسیح موعودؑ

میرا اور احباب کا متحدہ فرض

میں نے ابھی ابھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکتوبات بنام حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ شائع کئے ہیں۔ ان پر میرے محترم بھائی ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب ایک ریویو الفضل کی یکم فروری ۲۹ء کی اشاعت میں لکھکر مجھے اور احباب کو بیدار کیا ہے۔ میں اس قدردانی کا شکر گذار ہوں۔ میں نہایت صفائی سے یہ ظاہر کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ میں جلد سے جلد اس ذمہ داری اور فرض سے سبکدوش ہونا چاہتا ہوں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت و سوانح آپ کے مکتوبات۔ آپ کی غیر مطبوعہ تحریرات اور آپ کے نادر و نایاب مضامین کی اشاعت کی صورت میں اپنے اوپر سمجھتا ہوں۔ مگر مجھے ادب اور نہایت صفائی سے یہ گلہ کرنے دو۔ کہ اس کام میں میری اعانت نہیں کی جاتی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاص فدائیوں کی ایک جماعت ہے جو ان گراں بہا موتیوں کی ہر قیمت پر خریدار ہے۔ اور وہ جماعت (باوجودیکہ احمدی جماعت روز بروز بڑھ رہی ہے۔ اللہم زد فزد) موت کے ہاتھ سے دن بدن کم ہو رہی ہے۔ اگر ایک ہزار آدمی ان چیزوں کے خریدار ہوں۔ تو میں خدا تعالےٰ کے فضل اور کرم پر بھروسہ کر کے کہہ سکتا ہوں۔ کہ ہر مہینے ایک نہ ایک جلد ان کو دے سکوں۔ لیکن یہ میرے بس کی بات نہیں۔ حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے متواتر سالانہ جلسوں پر سیرت و سوانح کی اہمیت کو بتایا ہے۔ اور پچھلے جلسہ پر آپ نے فرمایا:۔

”ہر احمدی کے گھر میں خواہ وہ خواندہ یا ناخواندہ یہ مجموعہ سیرۃ کا ہونا چاہیئے“ ٭ اور اس سال اس کی اہمیت کو ظاہر کرتے ہوئے فرمایا۔ ”فرض کے لفظ کے بغیر اس کی اہمیت ظاہر نہیں ہوتی سو اس لئے میں کہتا ہوں۔ فرض ہے“۔

اب میں احباب سے پوچھنے کا حق رکھتا ہوں۔ کہ کتنے ہیں جنہوں نے اس اہمیت کو سمجھا۔ میں جانتا ہوں۔ کہ سستی سے سستی قیمت پر مجھے یہ چیزیں پبلک کرنی چاہئیں۔ مگر نہ اصول تجارت پر بلکہ اس مقصد کے لئے کہ یہ ہر شخص تک پہونچ جائیں۔ مگر میں ان لوگوں سے سودا کرنا نہیں چاہتا۔ جو سیاہی اور کاغذ اور حجم کا حساب کرنے بیٹھتے ہیں۔ میں اس کو ان چیزوں کی صریح ناقدری اور ہتک سمجھتا ہوں میں اس عظیم الشان موعود کا کلام دے رہا ہوں۔ جس سے خدا کلام کرتا تھا۔ اور جو کل نبیوں کا موعود اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مظہر کامل تھا۔ (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

غرض اس سلسلہ کے ایک ہزار خریدار جب تک نہ ہوں۔ اس وقت تک جس عمدگی اور شان سے میں انہیں شائع کرنا چاہتا ہوں۔ شائع نہیں کر سکتا۔ اور جیسے جیسے خدا تعالےٰ چاہیگا۔ شائع ہونگے۔ لیکن اگر جماعت اسے اپنا فرض سمجھتی ہے۔ اور اُسے سمجھنا چاہیئے

تو میں ایک ہزار دوستوں کو پکارتا ہوں۔ وہ میرے معاون ہوں۔ اور ہر کتاب نکلنے پر اسے فوراً خرید لیں۔ اس مقصد کے لئے سو دا الخیر اگر ہوں۔ جو دس دس خریدار مہیا کر دیں۔ تو ایک دن میں یہ سوال حل ہو جاتا ہے۔ میں اخوند محمد افضل خان صاحب ریٹائرڈ سب انسپکٹر کی قدردانی کا اگر شکریہ نہ کروں۔ تو ناسپاسی کا مجرم ہونگا جنہوں نے ابتک ۱۱ خریدار دئے ہیں۔ اور وہ برابر تحریک کر رہے ہیں۔ ایک سو محمد افضل خانصاحب کھڑے ہوں۔ اور پھر دیکھیں۔ میں ان کے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان و قلم سے نکلے ہوئے کن موتیوں کو لٹا دیتا ہوں۔ حضرت میر صاحب کی قدردانی کا پھر شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میری طرف سے کوئی سستی نہیں۔ یہ سستی احباب کی ہے۔ میں یہ بھی اعلان کرتا ہوں۔ کہ حضرت چوہدری رستم علی صاحب رضی اللہ عنہ کے مکتوبات رمضان کے پہلے ہفتہ میں شائع ہو جائیں گے انشاء اللہ۔ خاکسار عرفانی

ولادت مسیح کے مضمون کے متعلق کچھ

”الفضل“ ۱۵۔ جنوری ۲۹ء میں جناب میاں معراج الدین صاحب عمر کا ایک مضمون بعنوان ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت“ شائع ہوا۔ مضمون میں سورۃ الشوریٰ کے آخری رکوع کی آیت یھب لمن یشاء اناثا و یھب لمن یشاء الذکور او یزوجھم ذکرانا و اناثا و یجعل من یشاء عقیما سے استدلال کیا گیا ہے۔ اور یزوجھم ذکرانا و اناثا کا مفہوم یہ بیان کیا گیا ہے۔ کہ بعض اشخاص میں اللہ تعالےٰ رجولیت اور انوثیت کو جمع کر دیتا ہے۔ میرے نزدیک اس آیت کا مطلب یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ بعض کو صرف لڑکیاں عطا فرماتا ہے۔ اور بعض کو صرف لڑکے۔ اور بعض کو لڑکے لڑکیاں ہر دو نوع۔ اور جسکو چاہتا ہے۔ بانجھ بنا دیتا ہے۔ میں اس جگہ فی الحال اپنی تائید میں تین وجوہ پیش کرتا ہوں:۔

اول۔ آیت میں ذکرانا اور اناثا کے الفاظ ذکر اور انثیٰ کی جمع واقعہ ہوئے ہیں۔ اور یہ اسم جنس ہیں۔ جنکی دلالت ہی ”ذات فیھا معنی الذکورۃ والانوثۃ“ پر ہو گی۔ نہ کہ صرف صفت پر (ملاحظہ ہو رضی شرح کافیہ) اور معنے یہ ہو جائیں گے۔ کہ اللہ تعالےٰ ان کو مختلط اولاد دیتا ہے بعض لڑکے ہوتے ہیں۔ اور بعض لڑکیاں ٭

دوم۔ آیت کی وضع بھی ان معنوں کی تردید کرتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے یوں فرمایا ہے:۔ یھب لمن یشاء اناثا و یھب لمن یشاء الذکور او یزوجھم ذکرانا و اناثا یعنی یزوجھم کے پہلے لفظ اَوْ رکھا گیا ہے۔ جو احد الشیئین پر دلالت کرتا ہے۔ اگر اللہ تعالےٰ کا منشاء اس مفہوم کے متعلق ہوتا۔ جو فاضل موصوف کے پیش نظر ہے۔ تو اس جگہ بھی واؤ آتی جس کے معنے اور کے ہوتے۔ نہ کہ اَوْ جسکے معنے ”یا“ کے ہیں۔ گویا فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ صرف لڑکیاں دیتا ہے۔ صرف لڑکے دیتا ہے۔ یا دونوں ملا کر دیتا ہے۔ اور جس کو چاہتا ہے بانجھ بنا دیتا ہے ٭

سوم۔ اہل لغت نے بھی اس آیت کے وہی معنے کئے ہیں۔ جو میں نے اُوپر ذکر کئے ہیں۔ چنانچہ مشہور کتاب لغت لسان العرب میں لکھا ہے۔ ”قولہ تعالیٰ۔ او یزوجھم ذکرانا و اناثا ای یقرنھم وکل شیئین مقترن احدھما بالآخر فھما زوجان قال ابو منصور اراد بالتزویج التصنیف والزوج الصنف والذکر صنف والانثی صنف“ (جلد ۲ صفحہ ۵۵) اُمید ہے کہ اس عرضداشت پر غور کیا جائیگا۔ خاکسار:۔ اللہ دتا جالندہری

قادیان میں سکنی اراضی

احباب کی اطلاع کے لئے شائع کیا جاتا ہے۔ کہ محلہ دارالبرکات میں جو ریلوے سٹیشن کے عین سامنے اور اس کے بالکل قریب ہے۔ قطعات قابل فروخت موجود ہیں ریلوے روڈ پر بھی جو محلہ دارالبرکات اور محلہ دارالفضل کے درمیان واقع ہے۔ اور اندر کی طرف بھی۔ قیمت موقعہ اور حیثیت کے لحاظ سے الگ الگ مقرر کردی گئی ہے۔ جو بذریعہ خط و کتابت معلوم کی جا سکتی ہے۔ خواہشمند احباب مجھ سے یا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مولوی فاضل سے خط و کتابت فرمائیں ؛

مرزا بشیر احمد قادیان

ناظرین کرام نوٹ کرلیں

"عرق طحال"

(تلی لپھ طحال تاپ تلی کیلئے بہترین علاج ہے)

تلی کے سبب سے پیدا شدہ تمام تکلیفوں کو رفع کر کے بہت جلد تلی کو سکیڑ کر اصلی حالت پر لاتا ہے :-

قیمت فی شیشی عہ/ ڈاک خرچ ۶/ تین شیشی ۴/ اکٹھی بارہ ۱۲/

مفت !! مفت !! مفت

۱۹۲۹ء کا رنگین کیلنڈر

آپ کا حلفیہ وعدہ آنے پر کہ جو اشتہارات اسکے ساتھ بھیجے جاویں گے آپ اُن کو بڑی احتیاط اور کوشش سے اپنے علاقہ کی دوکانوں پر چسپاں کرا دیں گے بالکل مفت بھیجا جائے گا ؛

منیجر

حافظ غلام رسول میڈیکل ہال وزیر آباد

قائم شدہ ۱۸۹۵ء

حب اٹھرا

جن عورتوں کے حمل گر جاتے ہوں۔ جن کے بچے پیدا ہو کر مر جاتے ہوں۔ جن کے اکثر لڑکیاں پیدا ہوتی ہوں۔ جن کے گھر اسقاط کی عادت ہو گئی ہو۔ جن کے بانجھ پن کمزوری رحم سے ہوں اور کمزور رہتے ہوں۔ ان کے لئے ان گود بھری گولیوں کا استعمال اشد ضروری ہے۔ قیمت فی تولہ عہ تین تولہ کے لئے محصولڈاک معاف چھ تولہ تک خاص رعایت

مقوی دانت منجن

مُنہ کی بدبو دور کرتا ہے۔ دانتوں کی جڑیں کیسی ہی کمزور ہوں۔ دانت ہلتے ہوں۔ گوشت خورہ سے تنگ آگئے ہوں۔ دانتوں سے خون آتا ہو۔ پیپ آتی ہو۔ دانتوں میں میل جمتی ہو۔ اور زرد رنگ رہتے ہوں۔ اور مُنہ سے پانی آتا ہو۔ اس منجن کے استعمال سے سب نقص دُور ہو جاتے ہیں۔ اور دانت موتی کی طرح چمکتے ہیں۔ اور مُنہ خوشبودار رہتا ہے ؛

قیمت فی شیشی بارہ آنہ (۱۲/)

ملنے کا پتہ

نظام جان عبداللہ جان معین الصحت قادیان

اکسیر دماغ

زندگی کو خوشگوار بنانے کیلئے آپ اپنی صحت کو قائم رکھیں اکسیر دماغ کا استعمال گویا صحت کا بیمہ کرانا ہے دوران سر۔ سر کا چکرانا دائمی نزلہ و زکام آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا جانا کمزوری دل دھڑکن کی بیماری خون بھوک کا کم لگنا اور ہر قسم کی اعصابی کمزوریوں کے ازالہ کیلئے تمام دنیا میں ایک ہی اور بینظیر چیز ہے خدا کے فضل پر بھروسہ کرکے آج ہی منگوائیں اور اس کے استعمال سے گئی گذری طاقتوں کو بحال کریں۔ خدا کا شکریہ ادا کریں کہ یہ انعام اسی کی طرف سے ہے۔

قیمت (عہ) فی تولہ آٹھ روپیہ
۳ ماشہ دو روپیہ خوراک ایک رتی

حکیم عزیز الرحمٰن شفاخانہ عزیز خلائق قلعہ سٹریٹ امرتسر

اصلی بیاض نور الدین

(حصہ اول)

طبع ہو گئی ہے۔ درخواستیں آنی چاہئیں

عبد السلام عمر خلف حضرت نور الدین خلیفۃ المسیح اول قادیان

ہر ایک اشتہار کی صحت کا ذمہ دار خود مشتہر ہے نہ کہ الفضل (ایڈیٹر)

اکسیر البدن دنیا میں ایک ہی مقوی دوا ہے

مکرمی جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی ایڈیٹر الحکم "اکسیر البدن" کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:۔

"مکرمی شیخ محمد یوسف صاحب (موجد اکسیر البدن) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ:۔ میں نہایت مسرت اور شکر گذاری کے جذبات سے لبریز دل لے کر یہ خط آپ کو لکھ رہا ہوں۔ میرے بیٹے عزیز یوسف علی عرفانی کو پیشاب میں شکر وغیرہ آنے کی شکایت تھی۔ اس نے مجھے ولایت سے خط لکھا۔ میں نے آپ سے اکسیر البدن کی ایک شیشی لیکر اس کو بھیجدی۔ اس تازہ ڈاک میں اس کا جو خط آیا ہے میں اس کا اقتباس بھیجتا ہوں۔ وہ لکھتا ہے۔ کہ:۔

"میری صحت جیسا کہ میں نے پہلے لکھا تھا۔ کہ مجھے پیشاب میں شکر وغیرہ آتی ہے۔ اب خدا کے فضل سے بالکل آرام ہوگیا ہے۔ اور اسکی وجہ صرف یہ ہے۔ کہ وہ جو آپ نے ایڈیٹر صاحب نور والی دوائی یعنی اکسیر البدن بھیجی تھی میں نے استعمال کرنی شروع کر دی۔ جس سے پیشاب کی شکایت بھی رفع ہو گئی۔ الحمدللہ اب پیشاب بالکل صاف اور تندرستی کا آتا ہے۔ بھوک خوب لگتی ہے۔ جو کھاؤں سو ہضم چہرہ پر بشاشت اور جسم میں چستی غرضکہ ایک جوانی کا آغاز پاتا ہوں۔ نہایت اعلیٰ دوا ہے ایک شیشی اور روانہ کر دیں"۔ شیخ صاحب مجھے عزیز یوسف علی عرفانی کے اس خط سے بہت ہی خوشی ہوئی۔ اور یہ دوسری مرتبہ اکسیر البدن نے میرے لخت جگر پر اپنا بے نظیر اثر کیا۔ جب خود ولایت میں تھا۔ تو عزیز مکرم محمد داؤد احمد عرفانی کو اس کا استعمال کرایا گیا۔ اس کی صحت مخدوش تھی اور امراض پھیپھڑے کا خطرہ تھا۔ مگر خدا نے اکسیر البدن کے ذریعہ اسے ان خطرات سے بچا لیا۔ اور اب میرے دوسرے بیٹے پر اس نے اعجازی اثر کیا ہے۔ میں آپ کو اس پر مبارکباد دیتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں۔ کہ اس نافع الناس دوا کے لئے خدا تعالیٰ آپکو اجر عظیم دے یہ دوائی فی الحقیقت اکسیر البدن ہے۔ اور میں ہر شخص کو اس کے استعمال کی تحریک کرنے میں دلی مسرت محسوس کرتا ہوں"۔

اکسیر البدن جملہ دماغی جسمانی اور اعصابی کمزوریوں اور عوارض کے دور کرنے کا ایک ہی علاج ہے۔ کمزور کو زور آور اور زور آور کو شاہ زور بنانا اسی دوا کا کام ہے۔ اس کے استعمال سے کئی ناتوان گئے گذرے انسان از سر نو زندگی حاصل کر چکے ہیں۔ اگر آپ بھی عمدہ صحت پا کر پر لطف زندگی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو آج ہی اکسیر البدن کا استعمال شروع کر دیں۔ ایک ماہ کی خوراک کی قیمت پانچ روپیہ (صہ) محصولڈاک علاوہ

موتی سرمہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے۔ ضعف بصر، ککرے۔ جلن۔ خارش چشم۔ پھولا۔ جالا۔ پانی بہنا۔ دھند غبار۔ پڑبال۔ ناخونہ۔ گوہانجنی۔ رتوند۔ ابتدائی موتیا بند۔ غرضکہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر اعظم ہے۔ قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنہ (عہ) محصولڈاک علاوہ

حضرت مولوی محمد سرور شاہ صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ و سیکرٹری مقبرہ بہشتی تحریر فرماتے ہیں "میرے گھر میں اس سے قبل بہت سے قیمتی سرمے استعمال کئے گئے۔ مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ لیکن آپکے سرمہ سے ان کی آنکھوں کی سب کمزوری اور بیماری دور ہو گئی۔ انکی نظر بچپن کے زمانہ کی طرح بالکل ٹھیک اور درست ہو گئی۔ اس پر میں آپکو مبارکباد دیتا ہوں۔ اور بدوں آپکے تقاضا کے محض فائدہ عام کیلئے ان الفاظ کو اس غرض کیلئے آپ تک پہنچاتا ہوں۔ کہ اسے ضرور شائع کریں۔ تاکہ دوسرے لوگ اس مفید ترین چیز سے مستفیض ہوں"۔ اکسیر البدن ایک ماہ کی خوراک اور موتی سرمہ ایک تولہ اکٹھا منگوانے والے کو محصولڈاک معاف رہیگا۔

ملنے کا پتہ:۔ مینیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ، قادیان

ہُوَ الشَّافِی
ایک نیر بہدف نسخہ

اعصابی امراض مثلاً فالج۔ لقوہ۔ اختلاج قلب بخوبی چالیس سال عمر اور اسکے اوپر کے احباب کے لئے نعمت غیر مترقبہ ہے خاص طور پر سردیوں میں بوڑھوں اور بلغمی طبائع کیلئے جان بخش ہے بڑے استقلال اور سخت تردد سے تیار کیا گیا ہے شائقین خود تیار کر لیں۔ یا اگر اس کو سر دردی خیال کریں تو میرے پاس تیار موجود ہے قیمت فی خوراک پانچ پیسہ۔ تیس گولیوں سے کم روانہ نہیں کی جاتی کیونکہ آٹھ آنہ محصولڈاک ہر صورت میں زاید از قیمت لگ جاویگا:۔

ترکیب۔ کچلہ ایک پاؤ کو آب کنوار گندل میں تر کرکے پندرہ یوم بھگو دیں بعد ازاں کچلہ سے پنبہ نکالکر کچلہ کے باریک باریک چاول کر لیں۔ پھر ان چاولوں کو پندرہ یوم آب ادرک میں تر رکھیں پھر خوب کوٹ لیں پھر اس میں زعفران اصلی کشمیری ۲ ماشہ دارچینی ۳ تولہ جلوتری ۸ ماشہ سرنجان شیریں۔ سونٹھ یک تولہ دانہ الائچی یکتولہ۔ ملا کر خوب کھرل کر کے یکجان کریں۔ بس سفوف کچلہ تیار ہے۔

سنکھیا سفید ایک تولہ کو چار تولہ تھوم۔ چار تولہ ملکنگنی۔ چار تولہ اجوائن خراسانی میں دو سیر اپلہ کی آگ ڈولی میں دیں اسیطرح ساٹھ آگ دیں۔ سنکھیا مثل موم (ملائی) ہو جائیگا پیس کر اگر پانی پر ڈالیں۔ تو تیرے گا۔

سفوف کچلہ ۱ گرین۔ کشتہ سنکھیا مومیا ½ گرین۔ فرائی فاسفورس ۲ گرین۔ یہ ایک گولی خوراک ہے۔

نوٹ:۔ صرف تیس اشخاص کے لئے ہمارے پاس دوائی موجود ہے

المشتہر

خاکسار:۔ مرزا حاکم بیگ احمدی موجد تریاق چشم گڑھی شاہ دولہ صاحب۔ گوجرات پنجاب!

میں ہی نہیں

بلکہ تمام ارباب دانش صرف سرمہ اکسیری ہی استعمال کرتے ہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ وہ آنکھوں کی حفاظت کرتا۔ ضعف بصارت دور کرتا۔ نظر میں قوت پیدا کرتا۔ اور عینک کی ضرورت سے مستغنی کر دیتا ہے۔ بیمار تندرست بچے بوڑھے کیلئے یکساں مفید ہے گردو۔ دھند۔ جالا۔ سرخی۔ پانی بہنا۔ اور خارش وغیرہ غرضیکہ سب امراض چشم بفضلہ دور کرتا ہے راقم (بابو عطاء الرحمن خان صاحب) سیکنڈ کلارک اکسائز رنگون۔ ترکیب استعمال نہایت آسان۔ اور باوجود نہایت قیمتی اجزا کی ترکیب سے تیار ہونیکے قیمت برائے نام عہ فی تولہ مقرر ہے۔ نمونہ ۳ ماشہ ۴ر

المشتہران ناصر برادرس محلہ دار الفضل قادیان

نادر موقعہ

ہندوؤں کی آٹے والی مشین کے پاس ایک قطعہ سفید زمین ۱۵ مرلہ برائے فروخت موجود ہے۔ ضرورتمند احباب اس موقعہ سے ضرور فائدہ اٹھائیں۔ متعلقہ امور اور قیمت کا فیصلہ پتہ ذیل سے بذریعہ خط و کتابت ہو سکتا ہے

معرفت مینیجر بکڈپو تالیف و اشاعت قادیان

الفضل میں اشتہار دینے کا بہترین موقعہ ہے

ہر ایک اشتہار کی صحت کا ذمہ دار خود مشتہر ہے نہ کہ الفضل (ایڈیٹر)

ہندوستان کی خبریں

——— لاہور یکم فروری۔ آج رات کے دس بجکر ۵۵ منٹ پر زلزلہ کے ہیبت انگیز جھٹکے محسوس ہوئے۔ جو لگاتار ایک منٹ تک جاری رہے۔ اور بعد ازاں مکانات اور عمارتیں پورے تین منٹ تک لرزتی رہیں۔ جن لوگوں کو ۴۔ اپریل ۱۹۰۵ء کی صبح کے قیامت خیز زلزلہ کا علم ہے۔ ان کا بیان ہے۔ کہ اس زلزلے کی نوعیت بالکل وہی تھی (پیغام زمیندار)

——— پشاور ۳۱۔ جنوری۔ اب کے پشاور میں غیر معمولی شدت کی سردی پڑ رہی ہے۔ علی الخصوص گذشتہ ہفتہ زمہریری کا عالم طاری رہا۔ کل رات پشاور اور مضافات میں شدت کی برف باری ہوئی۔ اور چھ انچ گہری برف پڑی۔ اس غضب کی برف باری ۱۸۹۳ء کے بعد کبھی نہیں ہوئی ٭

——— بمبئی میں جس نوعیت کی سردی اس مرتبہ پڑی ہے۔ ویسی ۱۸۹۱ء کے بعد کبھی نہیں پڑی۔ کراچی اور احمد آباد سے بھی اس نوعیت کی اطلاعیں آرہی ہیں ٭

——— لاہور ۳۱۔ جنوری۔ کل سٹی ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں مسٹر رام چندر بی۔ اے نیشنل کی درخواست برائے انتقال مقدمہ پیش ہوئی تھی۔ عدالت نے درخواست مذکور نامنظور کر دی ٭

——— لاہور یکم فروری۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے۔ عامۃ الناس کو اطلاع دیجاتی ہے۔ کہ وُہ پوڈر جس پر چھپا ہُوا لیبل لگا ہُوا ہے۔ اور اس پر "ڈارلنگ سیڈلز پوڈر" کے الفاظ لکھے ہوئے ہیں۔ استعمال نہ کریں۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ یہ پوڈر ولائت میں بنایا جاتا ہے۔ اور وہیں سے آتا ہے۔ کیمیاوی تحقیقات سے معلوم ہُوا ہے۔ کہ وُہ سخت زہریلا ہے۔ کیمیاوی ادویہ واشیاء فروخت کرنے والوں کو ہدائت کی جاتی ہے۔ کہ اگر یہ پوڈر ان کے پاس ہو۔ تو وہ اس کی فروخت بند کر دیں ٭

——— احمد آباد یکم فروری۔ اطلاعات موصول ہو رہی ہیں۔ کہ گذشتہ دو روز میں شدت کی سردی پڑنے سے فصلوں کا نقصان ہو رہا ہے۔ اور لوگ ٹھٹھر کر مر رہے ہیں ٭

——— مدراس یکم فروری۔ آج مجلس مقننہ مدراس میں سوالات کے وقت سر مرجوری ایبنکس نے بیان کیا۔ کہ موجودہ کونسل کی میعاد میں توسیع نہ کی جائے گی ٭

——— نئی دہلی۔ یکم فروری۔ کل یہ افواہ سنی گئی تھی۔ کہ سردار علی احمد جان کو بچہ سقہ نے قتل کر دیا ہے۔ اب یہ معلوم ہوا ہے کہ یہ افواہ غلط ہے۔ سردار علی احمد جان جگدلک میں ہیں۔ اور وہاں بچہ سقہ کے مقابلہ میں افواج کی فراہمی میں مصروف ہیں ٭

——— لکھنؤ ۳۱۔ جنوری۔ آج یو۔ پی کونسل میں مولوی محمد متین الدین کا یہ ریزولیوشن پاس ہوگیا کہ کونسل کی میعاد ایک سال اور بڑھا دی جائے ٭

——— جدید دہلی ۲۔ فروری۔ ایسوشی ایٹڈ پریس کو معلوم ہوا ہے کہ افغانستان کے متعلق مبالغہ آمیز اور ہولناک افواہیں اخبارات انگلستان کو بذریعہ برقی پیغامات موصول ہو رہی ہیں۔ اس لئے حکومت ہند ایک یا دو جدید اہم مراکز میں جزوی احتساب کے لئے محکمہ سنسر قائم کرنا ضروری خیال کرتی ہے ٭

——— پشاور ۲۔ فروری۔ علی احمد جان اپنے لشکر جلال آباد اور کابل کے وسط میں بمقام جگدلک جمع کر رہا ہے ٭

——— پشاور یکم فروری۔ کابل کی ایک اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ ایک روز بچہ سقہ بازار سے گذر رہا تھا۔ کہ ۱۵ سالہ لڑکے نے اس پر ریوالور کی گولی چلائی۔ لیکن وار خالی گیا۔ لڑکے کو اسی وقت قتل کر دیا گیا ٭

——— پشاور یکم فروری۔ معلوم ہُوا ہے۔ کہ کابل میں نہائت ہی نازک صورت حالات پیدا ہوگئی ہے۔ قحط بڑی شدت سے پھیلا ہُوا ہے۔ اور بچہ سقہ خود گھبرا رہا ہے۔ اور اب وہ تمام سامان حرب اپنے پیدائشی گاؤں کو جو کوہ دامان میں واقعہ ہے۔ جمع کر رہا ہے ٭

——— پشاور ۳۔ فروری۔ جب بچہ سقہ کابل میں داخل ہُوا تو اس نے حکم دیا۔ کہ جو سوداگر لوگ یورپ کی بنی ہوئی چیزوں کا کاروبار کرتے ہیں۔ ان کی دوکانیں اور گودام لوٹ لے جائیں۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ سب سے پہلے کابل کے اس سوداگر کو لوٹا گیا۔ جو افغانستان کا وائٹ ویلیم لا کہلاتا ہے ٭

——— پشاور ۳۔ فروری۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ بچہ سقہ کا وزیر جنگ شاہ امان اللہ خاں کے خاندان کے ایک ممبر کے گھر گیا۔ اور اس سے مطالبہ کیا۔ کہ اپنی دونوں بیٹیاں میرے حوالہ کر دو۔ تاکہ میں ان سے شادی کرلوں۔ سردار صاحب نے ڈاکو کی اس خواہش کو پورا کرنے سے انکار کر دیا۔ ڈاکو نے اس کے مکان پر حملہ کر دیا اور ان دونوں لڑکیوں کو جبراً اٹھا لینا چاہا۔ ان دونوں لڑکیوں نے اپنی عصمت کو بچانے کے لئے خودکشی کرلی ٭

——— دہلی ۳۔ فروری۔ ۲ فروری کو چار بجکر ۱۵ منٹ پر سٹی مجسٹریٹ مسٹر ایشر کی عدالت میں شدھی سماچار کے ایڈیٹر چدانند کا مقدمہ سماعت کے لئے پیش ہُوا۔ مجسٹریٹ نے بحث سننے کے بعد ۱۵۳۔ الف اور ۲۹۵۔ الف دونوں دفعات عائد کرکے فرد جرم لگا دیا۔ اگلی پیشی ۸۔ فروری کو ہوگی ٭

——— بچہ سقہ کی تخت نشینی کے وقت دربار قاضیوں اور ملاؤں سے بھرا ہُوا تھا۔ ملک کے انتظام سے تعلق رکھنے والے ہر ایک معاملہ پر وُہ ان سے رائے لیتا ہے ٭

——— کوئی عورت کابل کے بازاروں میں برقعہ کے بغیر نہیں پھر سکتی ٭

——— لنڈن ۲۔ فروری۔ بعض حلقوں میں یہ خبر اُڑی تھی کہ شہزادہ افغانستان جو پیرس میں تعلیم حاصل کر رہا ہے۔ براستہ ماسکو کابل کو چلا گیا ہے۔ لیکن تحقیقات سے معلوم ہُوا ہے۔ کہ شہزادہ ماسکو نہیں۔ بلکہ جرمنی کو گیا ہے۔ کیوں اور کس لئے۔ اس کے متعلق ابھی کچھ معلوم نہیں ہُوا ٭

ممالک غیر کی خبریں

——— رگبی ۳۰۔ جنوری۔ آج دارالعوام میں وزیر خارجہ سے سوال کیا گیا۔ کہ افغانستان کی موجودہ صورت حالات کے متعلق برطانیہ کی حکمت عملی کیا ہے۔ سر آسٹن چیمبرلین وزیر خارجہ نے جواب دیا۔ بادشاہ امان اللہ حکومت برطانیہ کے سامنے باضابطہ طور پر اپنی دست برداری کا اعلان کر چکے ہیں۔ اندریں حالات جب تک سارا افغانستان انہیں عام طور پر اپنا بادشاہ نہ مان لے برطانیہ ان کی حکومت کو باضابطہ اور حقیقی حکومت تسلیم کرنے کے قابل نہ ہو سکے گی ٭

——— بچہ سقہ علی احمد جان کے مقابلہ کے لئے "بت خاک" میں تیاریاں کر رہا ہے۔ جو کابل اور جگدلک کے وسط میں واقعہ ہے یہ مقام تاریخی حیثیت رکھتا ہے۔ روائت ہے۔ کہ سلطان محمود غزنوی جب یہاں پہنچے تھے۔ تو انہوں نے سومنات کے مشہور بت کو پسوا کر آٹے میں ملا دیا۔ اور پنڈتوں کو اس کی روٹیاں بنا کر کھلائیں

——— افغان سفیر متعینہ ماسکو نے حکومت بولشویک کو سرکاری طور پر اطلاع دی ہے۔ کہ شاہ امان اللہ خاں نے افغانستان کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی ہے ٭

——— لنڈن ۲۰۔ جنوری۔ ہوا باز المعروف کرنیل لارنس آج پلیمتھ پہونچ گیا ہے۔ تمام مسافروں سے پیشتر خشکی پر آیا۔ اخبار کے نمائندے کے سوال پر اس نے کسی قسم کا جواب دینے سے انکار کر دیا ٭

——— ایران میں اس وقت فارسی کا رواج ہے۔ اور فارسی ہی اس ملک کی زبان ہے۔ لیکن رسم الخط عربی ہے۔ اب یہ کوشش جاری ہے۔ کہ عربی کی جگہ لاطینی رسم الخط کو دیجائے ٭

——— ایران میں بھی ملانے افغانستان کی طرح اصلاحات کی مخالفت کر رہے ہیں۔ گورنمنٹ اس وقت تک ان ملاؤں کے سامنے جھکی نہیں۔ اس بات کا اندیشہ ہے۔ کہ ملانے یہاں بھی افغانستان کی طرح بھڑک نہ اٹھیں۔ بعض مقامات پر تو ملاؤں نے اصلاحات کی مخالفت بھی کی ہے۔ لیکن گورنمنٹ کی طرف سے ان کے خلاف کارروائی کی جا رہی ہے

——— جرمن پریس کے بیان کے مطابق ۵ سو ملاؤں کو جلاوطن کر دیا گیا ہے۔ گورنمنٹ ایران نے اس بات کا فیصلہ کیا ہے۔ کہ ملک سے جہالت کا خاتمہ کرنے کے لئے ملک کے ہر حصہ میں سکول کھول دیئے جائیں ٭

——— لنڈن ۳۱۔ جنوری۔ امپیریل ایرویز نے انگلستان اور ہندوستان کے درمیان ہوائی سروس کے اجرا کے لئے عارضی طور پر ٹائم ٹیبل شائع کر دیا ہے۔ یہ سروس ہفتہ وار ہوگی۔ لنڈن اور کراچی کا درمیانی فاصلہ پانچہزار میل ہے۔ ہوائی سروس ڈاک کے علاوہ مسافر اور سامان بھی پہونچائے گی۔ یہ سروس ۳۰ مارچ سے شروع ہوگی ٭

——— بیان کیا جاتا ہے۔ کہ بچہ سقہ کے حکم سے تمام گرلز سکول بند کر دیئے گئے ہیں ٭

(عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا ٭